ماہنامہ

انصار اللہ

رسید مُژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم ۔۔۔ کہ اُو مجددِ ایں دین و رہنما باشد
منم مسیح ببانگِ بلند مے گویم ۔۔۔ منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد
چنیں زمانہ چنیں دور ایں چنیں برکات ۔۔۔ تو بے نصیب رَوی دہ چہ ایں شقا باشد

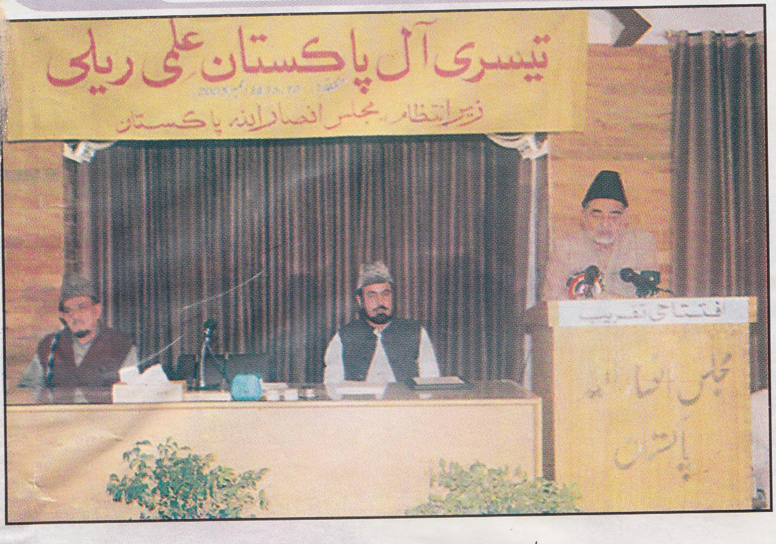
(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام)

مجھے غیب سے یہ خبر ملی ہے کہ میں وہی مرد ہوں کہ جو دین کا تجدید کرنے والا اور راہنما ہوگا- میں بآواز بلند کہتا ہوں کہ میں ہی وہ مسیح ہوں اور میں ہی آسمان پر اس بادشاہ کا خلیفہ ہوں- یہ زمانہ اور اس دور کی برکات تو ہیں مگر تو کیوں محروم اور بدنصیب رہتا ہے-

صلح ۱۳۸۳ ہش
جنوری ۲۰۰۴ء

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

مجلس انصاراللہ پاکستان کی سالانہ علمی ریلی مورخہ ۱۲تا۱۴دسمبر ۲۰۰۳ء

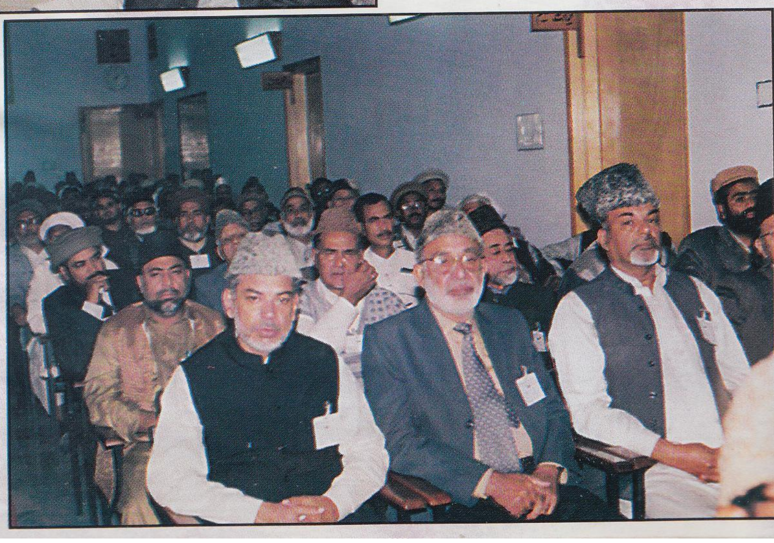


مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب
صدر مجلس انصاراللہ ناظر اعلیٰ وامیر مقامی
علمی ریلی ۲۰۰۳ء کا افتتاح فرمارہے ہیں

علمی ریلی ۲۰۰۳ء کے سامعین کرام کی جھلکیاں



(سٹیج پر صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نائب صدر
اور ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب منتظم اعلیٰ علمی ریلی)



احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خان ناصر

صلح ۱۳۸۳ ہش۔ جنوری 2004ء

جلد نمبر ۴۵

شمارہ نمبر ۱

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر۔ جاوید احمد جاوید۔ ریاض محمود باجوہ۔ محمود احمد اشرف

اس شمارے میں

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر **انصار اللہ** دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

کمپوزنگ: خالد کمپوزنگ سنٹر۔ ربوہ

شرح چندہ: (پاکستان)

سالانہ .... ایک سو روپے

قیمت فی پرچہ .... دس روپے

اداریہ

اصلاحِ نفس کا اہم ذریعہ

روز و شب اور مہ و سال گزر جاتے ہیں اور کچھ ماضی کی تلخیاں چھوڑ جاتے ہیں۔ ہر ذی شعور اپنے پس و پیش کو دیکھتا تو ہے مگر ظاہری کیفیات پر ہی نظر رکھتا ہے۔ اس کی بصیرت کی آنکھ زندگی کی پہنائیوں تک رسائی نہیں رکھتی جب کہ نئے سال کی آمد پر صاحبِ بصیرت انسان یہ سوچتا ہے کہ اس کا ماضی کیسے گزرا۔ کیا وہ اس پر مطمئن ہے؟ اگر نہیں تو اس نے اپنے ماضی سے کوئی عبرت پکڑی اور کہاں کہاں اسے ندامت کے آنسو بہانے پڑے۔ اور اطمینان بخش زندگی کے گزرے ہوئے لمحات سے اس نے کیا پایا اور سبقت فی الخیرات کے کس حد تک اثمار شیریں حاصل کئے۔ اس احتساب کی سوچ والا انسان اگر نویدِ صبح کی انتظار کرتا ہے تو وہ یقیناً ایک مبارک انسان ہے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس نوید صبح کے لئے اصلاح نفس کے لئے ایک اہم سبق دیا ہے۔ جس کا تعلق محاسبہ نفس اور اپنے حال و احوال پر نظر رکھنے سے ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔

> ”چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا.......... وہ خدا جو تمہارا خدا ہے۔ اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ..........“ (کشتی نوح صفحہ ۱۸۔۱۹ روحانی خزائن جلد ۱۹)

محاسبہ نفس کے لئے یہ وہ زریں نصیحت ہے جس کا انسان کی زندگی کے لمحہ لمحہ پر اثر پڑتا ہے۔ رات کی تاریکی اور تنہائی میں کون گواہ ہو سکتا ہے سوائے اس حی و قیوم ذاتِ باری تعالیٰ کے جو واقف راز دروں ہے اور اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ وہ اپنے خالق سے کچھ بھی مخفی نہیں رکھ سکتا جو انسان کے اعمال و احوال کی گواہی دے سکتے ہوں۔ مگر وہ جو سچ مچ تقویٰ سے روز و شب بسر کر رہا ہو وہ اپنے اعمال کا خود گواہ ہوتا ہے اور محاسبہ کا علم سر انجام دے سکتا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ ”خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ“ یعنی تقویٰ کے زادِ راہ کا مسافر ہی اپنی منزل پاتا ہے۔ اور اس کے مہ و سال کا کامیاب انجام پذیر ہونا اسے نئے سال کی نوید صبح دیتا ہے۔ ایسی نوید جو اللہ تعالیٰ کی نصرتوں، رحمتوں اور فضلوں کا باعث ہو۔

اصلاح نفس کا اہم ترین ذریعہ یہی تقویٰ ہی ہے جو کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ یہ وہ پانی ہے جس سے اعمال کا درخت نشو و نما پاتا ہے۔ اور مومن کے لئے یہی اور یہی موجب ثمرات حسنہ ہے۔

یہی آئینہ خالق نما ہے　　یہی اک جوہر سیفِ دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے　　اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے
عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ　　مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ کی وفات

۶۸ سال تک جماعتی خدمات بجالانے والے سلسلہ کے دیرینہ خادم صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب مورخہ ۱۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو وفات پا گئے۔ بعد نماز مغرب نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے پڑھائی۔ بعدہ بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں تدفین ہوئی۔

محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب مورخہ ۳ اپریل ۱۹۰۹ء کو نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت خانصاحب فرزند علی خان صاحب جماعت کے معروف خادم دین تھے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۳۶ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے آنرز کیا۔ آپ نے ۱۹۳۶ء میں وقف کیا اور وفات تک خدمت سلسلہ بجا لاتے رہے۔ ۱۹۴۱ء میں ٹی آئی ہائی سکول میں جب آپ آٹھویں کلاس کو انگریزی پڑھایا کرتے تھے تو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) کو بھی انگریزی پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تعلیم الاسلام کالج میں تعلیم و تدریس کے بعد ۱۹۶۹ء سے ناظر مال، پرائیویٹ سیکرٹری، قائمقام ناظر اعلیٰ اور صدر، صدر انجمن احمدیہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے بانی رکن تھے اور پہلے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور اس کے بعد خدام الاحمدیہ کے مختلف شعبوں میں خدمت کرنے کا موقع ملا۔ آپ قریباً ۱۲ سال تک مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے قائد عمومی رہے اور اب مجلس کے اعزازی رکن تھے۔ آپ کے ایک بیٹے پروفیسر منور شمیم خالد صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان کے آڈیٹر ہیں۔

ادارہ ماہنامہ انصاراللہ آپ کے جملہ افراد خاندان سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے جنت الفردوس میں بلندی درجات کی دعا کرتے رہے۔ (ادارہ)

محترم مولانا محمد سعید انصاری صاحب سابق مربی سلسلہ احمدیہ انڈونیشیا کی وفات

مورخہ ۹ جنوری ۲۰۰۴ء کو مولانا محمد سعید انصاری صاحب سابق مربی سلسلہ احمدیہ انڈونیشیا بعمر ۸۸ سال لاہور میں وفات پا گئے۔ لاہور میں وہ اپنی بیٹی (اہلیہ مکرم ریاض احمد عباسی صاحب) کے ہاں اپنی بیماری کے ایام میں رہائش پذیر تھے۔ ۱۰ جنوری کو آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

آپ نے ۱۹۴۶ء میں اپنی زندگی وقف کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کی پہلی تقرری ملایا، سنگاپور میں بطور مربی فرمائی۔ ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ سماٹرا (انڈونیشیا) تشریف لے گئے۔ دسمبر ۱۹۴۹ء میں برٹش نارتھ بورنیو (حال مشرقی ملائیشیا) میں تقرر ہوا اور وہاں ۱۹۵۹ء تک قیام پذیر رہے۔ ۱۹۶۱ء میں دوبارہ سنگاپور میں تقرری ہوئی۔ ۱۹۶۴ء میں ربوہ تشریف لائے

اور جامعہ احمدیہ میں انڈونیشین زبان پڑھاتے رہے۔ ۱۹۶۷ء میں انہیں ملائیشیا بھجوایا گیا۔ ۲۶ نومبر ۱۹۷۰ء میں ربوہ تشریف لائے اور تین سال دارالقضاء میں خدمات کی توفیق پائی۔ ۱۹۷۳ء میں آپ کو انڈونیشیا بھجوایا گیا۔ ۱۹۷۷ء میں ربوہ تشریف لائے اور جامعہ احمدیہ میں تقرری ہوئی اور ۱۲ سال تک جامعہ احمدیہ میں طلبہ کو پڑھاتے رہے۔ ۱۹۸۰ء سے وکالت تبشیر اور وکالت اشاعت میں جون ۲۰۰۳ء تک خدمت کا موقع ملا۔ آپ نے متعدد کتب انڈونیشین زبان میں ترجمہ کیں۔ ۱۹۸۶ء میں بطور نمائندہ تحریک جدید جلسہ سالانہ یو۔کے میں شامل ہوئے۔ آپ نے نہایت اخلاص، محبت اور لگن کے ساتھ ۵۷ سال تک بے لوث خدمات سلسلہ ادا کرنے کی توفیق پائی۔

آپ نے اپنی یادگار چھ بیٹیاں چھوڑی ہیں جن میں سے دو واقفین زندگی مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ مربی سلسلہ بریڈفورڈ اور مکرم ملک محمد افضل ظفر صاحب مربی سلسلہ کینیا کی اہلیہ ہیں۔ ادارہ انصاراللہ مولانا موصوف کے اہل خاندان سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور مرحوم کے جنت الفردوس میں بلندی درجات کی دعا کرتا ہے۔ (ادارہ)

☆......☆......☆

مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب آف چونڈہ ضلع سیالکوٹ کی وفات

مورخہ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۳ء کو چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے ایک مخلص دوست مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب ابن مکرم چوہدری شہباز خاں باجوہ سابق ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول گھٹیالیاں بعمر ۶۱ سال وفات پا گئے۔ اور مورخہ ۲۳ دسمبر جنازہ کے بعد مقامی قبرستان (چونڈہ) میں آپ کی تدفین ہوئی۔

مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب چونڈہ کے ایک پرانے مخلص احمدی خاندان سے تھے۔ آپ کے دادا حضرت چوہدری محمد علی صاحب پٹواری حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق تھے۔ آپ نے اعلیٰ تعلیم کے بعد محکمہ تعلیم میں خدمات سرانجام دیں۔ اور گریڈ ۱۸ پر ریٹائر ہوئے۔ بڑے دلیر اور پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش رہتے۔ قائد خدام الاحمدیہ مقامی کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مکرم چوہدری مظفر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ مرحوم (سابق امیر حلقہ) اور ماہنامہ انصاراللہ کے نائب ایڈیٹر مکرم چوہدری ریاض محمود باجوہ صاحب مربی سلسلہ احمدیہ (انچارج دفتر شعبہ تاریخ) کے بھائی تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگاری چھوڑی ہیں۔ مرحوم کا ایک بیٹا عزیز سعادت احمد صاحب واقف زندگی ہے اور جامعہ احمدیہ میں درجہ ثانیہ کا طالب علم ہے۔ ادارہ ماہنامہ انصاراللہ مرحوم کی وفات پر موصوف کے اہل خانہ اور جملہ پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق دے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ (ادارہ)

امام الکلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجدد اعظم

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کیلئے ایک مجدّد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اِس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرتِ انسانی کی بے بار و بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے اور چونکہ آپ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفاتِ جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی اور آپ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اِسی غرض سے ہیں......''

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶-۲۰۷)

کلام الامام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منکسر المزاجی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوہ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......فرماتے ہیں۔

''رسول کریم ﷺ ایک بادشاہ ہوکر جس منکسر المزاجی سے رہتے تھے وہ انسان کو حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ عرب کی سی قوم کا بادشاہ لاکھوں انسانوں کی جان کا مالک بڑوں اور چھوٹوں کے سامنے اس انکسار سے کام لیتا ہوا نظر آتا ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ دنیا کے بادشاہوں اور امراء کی زندگی کو دیکھو اور ان کے حالات پڑھو تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی اپنے سے ادنیٰ آدمی کو سلام کہنا تو درکنار، اس کے سلام کا جواب دینا بھی ان پر دوبھر ہوتا ہے۔ اوّل تو بہت سے ہوں گے جو معمولی آدمی کے سلام پر سر تک بھی نہ ہلائیں گے تو بعض ایسے ملیں گے جو صرف سر ہلا دینا کافی سمجھیں گے۔ ان سے بھی کم وہ ہوں گے جو سلام کا جواب دے دیں گے اور جو ابتداء میں سلام کریں وہ تو بہت ہی کم ملیں گے کیونکہ جن کی طبیعت میں تکبر نہ ہو وہ اس بات کو پسند نہ کریں گے کہ کوئی غریب آدمی ان کو سلام کہے تو وہ اس کے سلام کا جواب نہ دیں لیکن ابتداءً ایک غریب آدمی کو سلام کہنا وہ اپنی شان کے خلاف سمجھیں گے۔ لیکن رسول کریم ﷺ کی زندگی کے حالات پڑھکر دیکھو کہ آپؐ ہمیشہ سلام کہنے میں سبقت کرتے تھے اور کبھی اس بات کے منتظر نہ رہتے تھے کہ کوئی غریب آدمی آپ کو خود بڑھ کر سلام کرے بلکہ آپ کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ آپؐ پہلے سلام کہیں۔ حضرت انسؓ......جن کو رسول کریم ﷺ نے مدینہ تشریف لانے پر ملازم رکھا تھا اور جو آپ کی وفات تک برابر آپؐ کی خدمت میں رہے۔ ان کی نسبت امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ (بخاری کتاب الاستئذان باب التسلیم علی الصبیان)

یعنی حضرت انسؓ ایک دفعہ ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے تو آپ نے ان کو سلام کہا اور پھر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے یعنی آپ بھی جب لڑکوں کے پاس سے گزرتے تھے تو ان کو سلام کہا کرتے تھے ان واقعات پر سرسری نظر ڈالنے والے انسان کی نظر میں شاید یہ ایک معمولی سی بات ہو لیکن جو شخص کہ ہر ایک بات پر غور کرنے کا عادی ہو وہ اس شہادت سے رسول کریم ﷺ کی منکسرانہ طبیعت کے کمال کو معلوم کئے بغیر نہیں رہ سکتا..........'' (سیرت النبی صفحہ ۱۷۱-۱۷۲)

عربی منظوم کلام

قَدْ جِئتُکُمْ مِثْلَ ابْنِ مَرْیَمَ غُرْبَةً   حَقٌّ وَّ رَبِّیْ یَسْمَعَنْ وَّیَرَانِیْ

میں ابن مریم کی طرح غریب ہوکر تمہارے پاس آیا ہوں۔ یہ حق ہے اور میرا ربّ سنتا ہے اور دیکھ رہا ہے

اَلسَّیْفُ اَنْفَاسِیْ وَرُمْحِیْ کَلِمَتِیْ   مَاجِئْتُکُمْ کَمُحَارِبٍ بِسِنَانِ

میرے انفاس تلوار ہیں اور میرے کلمات میرے نیزے ہیں اور میں جنگجو کی طرح نیزہ کے ساتھ نہیں آیا

حَقٌّ فَلَایَسَعُ الْوَرٰی اِنْکَارُهٗ   فَاتْرُکْ مِرَاءَ الْجَهْلِ وَالْکُفْرَانِ

یہی سچ ہے پس انکار پیش نہیں جاسکتا۔ سو جہالت اور ناشکرے پن کی لڑائی کو چھوڑ دے

یَاطَالِبَ الرَّحْمٰنِ ذِی الْاِحْسَانِ   قُمْ وَالِهاً وَّاطْلُبْهُ کَالظَّمْآنِ

اے خدائے ذوالاحسان کے طلب کرنے والے! شیفتہ کی طرح اُٹھ اور پیاسے کی طرح اس کو ڈھونڈ

بَادِرْ اِلَیَّ سَاُخْبِرَنَّکَ مُشْفِقًا   عَنْ ذٰلِکَ الْوَجْهِ الَّذِیْ اَصْبَانِیْ

میری طرف دوڑ کہ میں تجھے شفقت کی راہ سے خبر دوں گا۔ اُس منہ سے جس نے مجھے اپنی طرف کھینچا

اَحْرِقْ قَرَاطِیْسَ الْبَغَاوَةِ وَالْاِبَا   وَارْکَنْ اِلَی الْاِیْقَانِ وَ الْاِذْعَانِ

بغاوت اور سرکشی کے کاغذات جلادے۔ اور یقین کی طرف جھک جا

اُعْطِیْتُ نُوْرًا مِّنْ ذُکَاءِ مُهَیْمِنِیْ   لِاُنِیْرَ وَجْهَ الْبَرِّ وَ الْعُمْرَانِ

مجھے اپنے خدا کے آفتاب سے ایک نور ملا ہے۔ تاکہ میں جنگلوں اور آبادیوں کو روشن کروں

بَارَزْتُ لِلّٰهِ الْمُهَیْمِنِ غَیْرَه   اَدْعُوْ عَدُوَّ الدِّیْنِ فِی الْمَیْدَانِ

میں اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کی راہ سے میدان میں نکلا ہوں۔ اور دشمنِ دین کو میدان میں بلاتا ہوں

(نورالحق الحصۃ الثانیہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۲۳-۲۲۲)

فارسی منظوم کلام

ماموروم و مرا چہ دریں کار اختیار رَو ایں سخن بگو بخداوندِ آمرم

میں تو مامور ہوں مجھے اس کام میں کیا اختیار ہے جا! یہ بات میرے بھیجنے والے خدا سے پوچھ

اَے آنکہ سُوئے من بدویدی بصد تبر از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

اے وہ جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑے لیکر دوڑا ہے۔ باغبان سے ڈر کیونکہ میں اس کی ایک پھلدار شاخ ہوں

حکم است ز آسماں بزمیں می رسانمش گر بشنوم نگویمش آں را کجا برم

آسمان کا حکم میں زمین تک پہنچاتا ہوں۔ اگر میں اُسے سنوں اور لوگوں کو نہ سناؤں تو اُسے کہاں لے جاؤں

اَے قومِ من بگفتہ من تنگدل جلش زوالِ چنیں مجوش ببیں تا بآخرم

اے میری قوم میری باتوں سے آزردہ نہ ہو۔ ایسا جوش نہ دکھا آخر تک میرا حال دیکھ

من خود نگویم ایں کہ بلوحِ خدا ہمیں است گر طاقت است محو کُن آں نقش داورم

میں خود یہ بات نہیں کہتا بلکہ لوحِ محفوظ میں ہی ایسا لکھا ہے اگر تجھ میں طاقت ہے تو خدا کے لکھے ہوئے کو مٹا دے

در تنگنائے حیرت و فکر ز قومِ خویش! یا رب عنائتے کہ ازیں فکر مضطرم

میں اپنی قوم کی وجہ سے حیرت اور فکر کی مصیبت میں ہوں اے میرے رب مہربانی فرما کہ میں اس پریشانی سے بیقرار ہوں

بد گفتنم ز نوعِ عبادت شمردہ اند درچشمِ شاں پلید تر از ہر مزوّرم

ان لوگوں نے مجھے بُرا کہنا عبادت سمجھ رکھا ہے۔ ان کی نظروں میں مَیں ہر کذاب سے زیادہ پلید ہوں

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

تاہم اے دل تو ان لوگوں کا لحاظ رکھ کیونکہ آخر مرے پیغمبر کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں

(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۱-۱۸۲)

امن وسلامتی کا پیامبرؐ

از: ایڈیٹر

تخلیق کائنات میں ایسے اسرار اور حکمتیں پائی جاتی ہیں جن پر انسانی عقل محیط نہیں ہوسکتی۔ انسان جسے کائنات میں اشرف واکرم حیثیت دی گئی ہے اور اس کے لئے ساری کائنات کو مسخر کیا گیا ہے۔ اس میں استعداد ہے ان نعماء سے استفادہ کی اور اسے صاحب اختیار بنا کر یہ بتا دیا ہے کہ چاہے تو اپنے جسمانی اور روحانی قواء اور استعدادوں کی نشوونما سے اعلیٰ و اشرف مقام حاصل کرے۔ اس طرح تقدیر کا ایک پہلو بتا دیا کہ "لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی"یعنی انسان کے لئے نہیں مگر جو اس نے سعی اور کوشش کی۔ گویا انسان کے اعمال وثمرات اسکی جدوجہد کے مرہون منت ہیں۔

مذہب سے محبت کا لائحہ عمل: انسان کی تمدنی ضروریات کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی بعثت ہوئی آپ نے انسان کو متمدن بنانے کے طریقے اور قواعد وضوابط بتائے۔ جن راہوں پر چل کر آپ نے انسانیت کو ایک ایسا تمدن دیا وہ ایک خوبصورت معاشرت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ مذہب کی ابتداء تھی کہ انسان اپنے اندر صفات باری سے متصف اپنے اندر خالق کی محبت پیدا کرے اور اسی محبت کا پَرتو اس کی مخلوق پر پڑے جس سے انسان کا اشرف وجود بطور خاص متمتع ہو۔ گویا مذہب کا خلاصہ وہ راستہ ہے جو ایک طرف انسان کو خدا کی معرفت اور شناخت کرواتا ہے اور دوسری طرف انسانیت کی آگہی دیتا ہے۔ تاہم انسان کی فطرت میں اس کے صاحب اختیار ہونے کے سبب ظاہری قوتوں کے محرکات ایسے ہیں جو بعض عوامل سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان عوامل کی تعدیل واصلاح کے لئے دین ومذہب کی ضرورت رہی ہے۔ اور عظیم تر مقاصدِ حیاتِ انسانی کی تکمیل کیلئے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی یہ غرض وغایت پوری کرتی رہی ہے۔ تا آنکہ ایک کامل دین کا ظہور ہوا۔

آزادی ضمیر وعقیدہ اور مذہب: اگرچہ سب انبیاء وصلحاء اور ان کے دیئے ہوئے ادیان ومذاہب نے انسان کو ایسا لائحہ عمل سکھایا جو امن وسلامتی کا موجب اور وحدت ومحبت کا سبق دینے والا ہے۔ سب انسانوں کے حقوق وفرائض کو ایک جیسا تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر تہذیب وتمدن کے اختلافات، معاشی ناہمواری، طبائع کے اختلاف، مختلف النوع تفوقات اور پھر اس پر مستزاد تکبر وبرتری اور حسد نے بغض وعناد کو جنم دیا۔ ان منفی محرکات سے انسانی معاشرت تلپٹ ہوتی چلی گئی اور اس کی انتہا نے امن وسلامتی کو کالعدم کر دیا۔ اس طرح پر انسانی تمدن ومعاشرت کا موجب دین ومذہب نہیں بلکہ انسان کے اندر اُٹھنے والی منفی تحریکات ہیں۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم امن وسلامتی کے پیامبر ہیں۔ آپ کا لایا ہوا دین ان تمام منفی تحریکات کو مٹانے آیا۔ دین فطرت کی تو بنیاد ہی انسان کی فطری آزادیوں پر ہے اور وہ آزادی ضمیر وعقیدہ اور مذہب کا علمبردار ہے۔ چنانچہ قرآن کریم

کی تعلیمات اس عظیم امن وسلامتی کو پیش کرتی ہیں جو انسانی خودساختہ جمہوری، اشتراکی یا لادینی قانون میں نہیں ہے۔

(۱) دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین فطرت ہے اور جہاں تک انسان زندگی کا تعلق ہے اس میں آزادی کا خوشنما تصور موجود ہے اور اس میں جبر واکراہ کی سوچ تک ناپید ہے۔ اگر مذہب میں جبر ہوتا یا جبر سے اللہ تعالیٰ اپنا حکم منواتا تو ایک انسان اور عام جانور میں کوئی فرق نہ رہتا یا ایک انسان اور نباتات یا جمادات میں کوئی مابہ الامتیاز نہ ہوتا۔

انسانی معاشرہ میں سب سے بڑا فساد جبر واکراہ اور انسانی آزادیوں کو سلب کرنے سے ہے۔ مگر قرآن کریم کی حسین تعلیم آزادی ضمیر وعقیدہ دنیا کے لئے ایک نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ. فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ. وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا. وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ"O (سورۃ یونس: آیت ۱۰۹)

ترجمہ:۔ اے رسولؐ تو انہیں کہہ دے کہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ گیا ہے اب جو کوئی اس کی بتائی ہوئی ہدایت کو اختیار کرے وہ اپنی جان ہی کے فائدہ کیلئے ہدایت کو اختیار کرتا ہے اور جو اس راہ سے بھٹک جائے تو اس کا بھٹکنا بھی اس کی جان پر ہی وبال ہوگا اور (کہہ دے) میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔

یہاں قرآن کریم نے بتا دیا کہ دین حق آ گیا اس پر چلنا بندے کا کام ہے یا اس راہ کو اختیار نہ کرنا یہ بھی ان کا اپنا کام ہے۔ (اس سلسلہ میں کسی انسان پر کوئی جبر نہیں)

(۲) پھر فرمایا "وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا......" (سورۃ الکہف: آیت ۳۰)

ترجمہ:۔ اے رسولؐ تو کہہ دے کہ حق تیرے رب کی طرف سے آ گیا ہے۔ پس جو چاہے اپنی مرضی سے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے اس کا انکار کر دے۔ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کے لئے آگ تیار کی ہے جس کی دیواروں نے انہیں گھیرا ہوا ہے۔

یہاں قرآن کریم نے عقیدہ و مذہب کے قبول کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ حق وصداقت کے ظاہر ہونے کے بعد انسان کو آزاد چھوڑ دیا گیا کہ وہ چاہے تو ہدایت کا راستہ اختیار کرے اور چاہے تو اس سے انکار کر دے اس کا انکار کسی معاشرتی یا ملکی رواج وقانون میں بھی مستوجب سزا نہیں بلکہ ہدایت کا منکر خود اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے اور وہ حصار امن میں نہ آ کر فتنہ وفساد کی آگ سے ہمکنار ہوتا ہے اور یہ کہ آگ کی چاردیواری اسے گھیرے رکھتی ہے۔

(۳) امت محمدیہ کو خیر امت قرار دیتے ہوئے قرآن کریم نے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ......" (سورۃ آل عمران آیت:۱۱۱)

کہ تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں (کے فائدہ) کے لئے پیدا کیا گیا ہے تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔

گویا سب سے بہتر ہونے کی وجہ بھی واضح کر دی کہ انہیں اپنے فائدہ یا اپنی سلامتی کی بجائے سب دنیا کے امن وسلامتی اور فائدہ کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور امر بالمعروف کا حکم دے کر امن، سلامتی کی تعلیم دے دی اور نہی عن المنکر سے ناپسندیدہ اور فتنہ وفساد کی باتوں کو روکنے کی ہدایت کر دی گئی ہے یہ تعلیم ہوتے ہوئے مخالفین اسے خیر وبھلائی کا موجب نہیں سمجھتے۔

(۴) پھر قرآن کریم نے امت محمدیہ کو اُمَّةً وَسَطاً سے بھی ملقب کیا ہے۔ فرمایا۔

"وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ..........." (سورۃ البقرہ آیت:۱۴۴)

کہ ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے۔ تا کہ تم دوسرے لوگوں کے نگران بنو۔ یہاں پر بھی ان تمام اوصاف کی اعتدال مزاج جماعت بنائے جانے کا ذکر کیا ہے۔ جس سے امن وسلامتی کا قیام ہو اور محبت واخوت کا ایک حسین معاشرہ قائم ہو۔

(۵) آنحضرت ﷺ نے بنی نوع انسان کو قرآن کریم کی حسین تعلیم دی اور پھر اسی تعلیم کے مطابق ایک حسین سیرت بھی آپ کی حیاتِ مقدسہ سے نظر آتی ہے۔ اس لئے قرآنی حُسن کو کسی جبر کی ضرورت نہیں کہ وہ زبردستی اپنے حسن کو تسلیم کروائے۔ حُسن تو خود باعث کشش ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے یہ اعلان کیا۔

"لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ. قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ..........." (سورۃ البقرہ آیت:۲۵۷)

یعنی دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا خوب فرق ظاہر ہو چکا ہے۔

قرآن کریم کی یہ حسین تعلیم کسی دنیوی معاشرہ اور تہذیب وتمدن میں موجود نہیں۔ نظام ہستی کا یہ سنہری اصول ہے جس سے ہر قسم کے فتنہ وفساد کا قلع قمع ہو جاتا ہے اور امن وسلامتی اور صلح وآشتی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے واضح کیا ہے کہ جب رُشد وہدایت کا حُسن ظاہر ہو گیا تو اس کے سامنے گمراہی اور ضلالت کے اندھیرے نہیں ٹھہر سکتے۔ اور پھر اس کے منوانے کے لئے جبر کی ضرورت کیوں پڑے گی۔

(۶) آنحضرت ﷺ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اس کامل دین کے پیش کرنے سے یہ مراد نہیں کہ دوسرے اپنے مذہب یا نظریات کو ترک کر دیں۔ بلکہ یہ اعلان عام فرمایا۔

"لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِىَ دِيْنِ" O (سورۃ الکفرون:۷)

کہ تمہارا دین تمہارے لئے ایک طریق کار مقرر کرتا ہے اور میرا دین میرے لئے ایک طریق کار مقرر کرتا ہے۔ یہاں عقیدہ مذہب کے اظہار سے بڑھ کر اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کی بھی آزادی دے کر امن وسلامتی کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ پس قرآن کریم کے ذریعہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو امن وسلامتی کا پیامبر قرار دیا گیا ہے اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔ کسی اور دین یا دستور وقانون نے ایسی راہنمائی نہیں کی۔ (جاری)

ماموریت کے تئیسویں سال ۱۹۰۴ء میں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات وواقعات

حضرت اقدسؑ کے سفر۔ تصنیفات اور عالمگیر امن وسلامتی کیلئے تعلیمات

مرتبہ: از ریاض محمود باجوہ صاحب

حضرت اقدس مسیح موعود و بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ماموریت کے تئیسویں سال میں احمدیت کا اثر ونفوذ بتدریج بڑھتا گیا۔ اس عرصہ میں بھی عامۃ الناس میں آپ کی بڑی مقبولیت ہوئی۔ آپ کو دینی اغراض کے لئے سفر اختیار کرنے پڑے جن میں آسمانی تائید ونصرت کے نظارے دیکھنے میں آئے۔ اس کا کچھ ذکر اختصاراً کیا جاتا ہے۔

سفر لاہور:۔ ۲۰۔ اگست ۱۹۰۴ء کو حضرت اقدس مع اہل بیت و رفقاء لاہور تشریف لے گئے۔ اس دفعہ آپ حضرت میاں معراج الدین صاحب رئیس لاہور کے مکان واقع بیرون دہلی گیٹ میں ٹھہرے تیسرے دن بعد حضرت اقدسؑ کے ارشاد پر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب......اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی......بھی لاہور تشریف لے آئے۔ اگلے دن حضرت نواب محمد علی خان صاحب بھی لاہور پہنچ گئے۔ اتمام حجت کیلئے............حضرت اقدس نے چار عظیم الشان لیکچر دیئے۔

○ پہلا لیکچر ۲۱۔ اگست ۱۹۰۴ء کو حضورؑ نے دیا جس میں آپؑ نے اصلاح نفس، مذہب کی غرض، وحدت اور اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت پر نہایت ہی بصیرت افروز روشنی ڈالی۔ اس موقعہ پر آپ نے وزیر آباد کے ایک متعصب مولوی صاحب کے بعض اعتراضات کا مفصل جواب دیا۔ (الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳۔۶)

○ دوسرا لیکچر ۲۸۔ اگست ۱۹۰۴ء کو ہوا۔ ڈیڑھ ہزار سے زیادہ افراد حضور کے اس خطاب سے مستفید ہوئے۔ اس لیکچر میں آپ نے نہایت لطیف انداز میں حاضرین کو توبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے دعویٰ کے زبردست دلائل پیش فرمائے۔ (الحکم ۷ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۔۶)

○ تیسرا لیکچر ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ جس میں حضورؑ نے دعوت الی اللہ اور تربیت کا حق ادا کر دیا۔ (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۔۵)

○ چوتھا لیکچر ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو ہوا۔ اس لیکچر کا موضوع تھا ''اس ملک کے موجودہ مذاہب اور (دین حق)'' یہ لیکچر دربار داتا گنج بخش کے عقب کے منڈوہ میلا رام میں ہوا۔ بارہ ہزار سے زائد افراد نے یہ لیکچر سنا۔ آپ کا یہ لیکچر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی......نے پڑھ کر سنایا۔ یہ تقریر ''لیکچر لاہور'' کے نام سے شائع ہوئی۔

اور ۵ ستمبر کو حضرت اقدسؑ کی لاہور سے گورداسپور واپسی ہوئی۔ (الحکم ۷ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۷)

سفر سیالکوٹ:۔ حضرت اقدسؑ نے احباب سیالکوٹ کی درخواست پر سیالکوٹ کا سفر اختیار فرمایا۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو صبح قادیان سے حضور بٹالہ تشریف لائے۔ اور بٹالہ سے بذریعہ ٹرین سیالکوٹ تقریباً چھ بجے شام پہنچے اور حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب...... کے ایوان میں ٹھہرے۔

۲۸۔ اکتوبر بروز جمعہ حضورؑ نے بیت الذکر حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب...... میں نہایت پُر جذب و تاثیر تقریر فرمائی جس میں بیش قیمت نصائح فرمائیں اور اپنے دعویٰ کی صداقت پر روشنی ڈالی۔ بہت سے احباب نے اس دن آپ کی بیعت کی۔ ناسازی طبیعت کی وجہ سے حضورؑ نے ۳۱۔ اکتوبر کو واپسی کا ارادہ فرمایا لیکن حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب...... کی درخواست پر حضورؑ نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ حضورؑ سے ایک لیکچر کی درخواست کی گئی جو آپ نے ایک ہی دن میں تیار کیا۔ اس لیکچر کے سلسلہ میں اشتہار بھی دیا گیا کہ یہ لیکچر ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کو سرائے مہاراجہ صاحب بہادر والیٔ جموں و کشمیر میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی پڑھ کر سنائیں گے۔ چنانچہ ۲ نومبر کو مقررہ جگہ پر جب حضورؑ تشریف لے آئے تو حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کی افتتاحی تقریر کے بعد حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں قرآن کریم کی چند آیات تبرکاً تلاوت کیں۔ اس کے بعد حضورؑ کا لیکچر پڑھ کر سنایا۔ مخالفت کے باوجود ہزاروں افراد نے یہ لیکچر سُنا۔ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب...... کے اختتامی خطاب کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اور ۳ نومبر ۱۹۰۴ء کو حضورؑ سیالکوٹ سے واپس قادیان دارالامان تشریف لے آئے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۲ نیا ایڈیشن صفحہ ۳۵۹ تا ۳۷۰)

بہائی مبلغ حکیم زرقانی صاحب اور بہائی دنیا پر اتمام حجت:۔ اگست ۱۹۰۴ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں قیام پذیر تھے تو ایک بہائی مبلغ میرزا محمود صاحب زرقانی بھی لاہور آئے ہوئے تھے۔ جب حضرت اقدسؑ گورداسپور کی عدالتی کارروائی میں شامل ہونے کے لئے لاہور سے روانہ ہونے والے تھے۔ تو اس نے بہاء اللہ کے دعویٰ مسیحیت پر حضورؑ کو دعوت مباحثہ دے دی اس دعوت مباحثہ کا علم حضورؑ کو ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء کو ہوا۔

حضورؑ نے ایک آسان طریق فیصلہ تجویز فرمایا کہ ۳ ستمبر کو میرا ایک لیکچر جلسہ میں پڑھا جائے گا وہ مضمون ایڈیٹر صاحب ''پیسہ'' اخبار بتمام وکمال شائع کر دیں اور حکیم صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کے مقابلہ میں اسی اخبار میں اپنا مضمون شائع کرا دیں اور پھر خود پبلک ان دونوں مضمونوں کو پڑھ کر فیصلہ کر لے گی کہ کس شخص کا مضمون راستی، سچائی اور دلائل قویّہ پر مبنی ہے۔ چنانچہ ۳ ستمبر کو حضورؑ کا لیکچر ہوا جو ''لیکچر لاہور'' کے نام سے بعد میں شائع ہوا۔ حکیم مرزا محمود زرقانی صاحب نے حضورؑ کے لیکچر کے جواب میں ایک بے ہنگم سا مضمون پیسہ اخبار ۱۵ نومبر ۱۹۰۴ء میں شائع کر دیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کا ردّ تو کجا اکثر دلائل کو چھوا تک نہیں تھا۔ البتہ دو تین پیشگوئیاں بہاء اللہ کی طرف منسوب کیں جو

خود محتاج ثبوت تھیں۔ (تاریخ احمدیت جلد۲ نیا ایڈیشن صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۷)

۱۹۰۴ء کی تصانیف: ۱۔لیکچر لاہور (مطبوعہ) ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھا جانے والا مضمون ہے جس میں مذاہب کی تعلیمات کا موازنہ پیش فرما کر دین حق کی برتری ثابت فرمائی گئی ہے۔ اور آخر میں حضورؑ نے اپنے دعویٰ کے دلائل اور اپنی پیشگوئیوں کا (جو پوری ہوگئیں) ذکر فرمایا ہے۔

۲۔ لیکچر سیالکوٹ (مطبوعہ):۔ یہ لیکچر ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایک کثیر مجمع میں پڑھا گیا۔ اس میں بھی حضور علیہ السلام نے دین حق اور دیگر مذاہب کی تعلیمات کا موازنہ اور دین حق کی حقانیت اور زندگی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام مذاہب ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی تھے لیکن دین حق میں تجدید کا سلسلہ جاری ہے۔ حضورؑ نے پہلی دفعہ اس لیکچر میں ہندوؤں کے لئے کرشنؑ ہونے کا دعویٰ پیش فرمایا۔ پھر بحیثیت کرشنؑ آریہ صاحبان کی چند بنیادی غلطیوں کا ذکر کر کے ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی اور آخر میں اپنے دعاوی کی صداقت کے چند دلائل بیان فرمائے۔

ممتاز مبائعین ۱۹۰۴ء: سال ۱۹۰۴ء میں جن ممتاز شخصیات نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب (والد محترم حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب) (۲) حضرت ماسٹر مولا بخش صاحب۔ مدرسہ احمدیہ کے قدیم اساتذہ میں سے تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی بچوں کو پرائیوٹ ٹیوٹر کی حیثیت سے پڑھاتے رہے۔ (۳) حضرت سید دلاور شاہ بخاری صاحب ایڈیٹر ''مسلم آؤٹ لک'' (۴) حضرت چوہدری غلام محمد صاحب آف پوہلہ مہاراں (۵) حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی (۶) حضرت میر خداداد خاں صاحب سابق والئ قلات (تاریخ احمدیت جلد۲ نیا ایڈیشن صفحہ ۳۷۱)

جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء:۔ جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء ۲۹ اور ۳۰ دسمبر بیت الاقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا۔ ۲۹ دسمبر کو نماز ظہر کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے تقریر فرمائی جس میں حضور نے اصلاحِ نفس کے تین طریقے اوّل گناہ سے بچنے کی کوشش دوم دعا اور تیسرے صحبت صادقین بیان فرمائے۔ نیز حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ ۳۰ دسمبر کو بعد نماز جمعہ حضورؑ نے اپنی تقریر میں انقطاع دنیا اور حصولِ قرب الٰہی کا مضمون بیان فرمایا۔

(''المحراب'' مجلّہ از لجنہ اماءاللہ کراچی صفحہ ۳۹)

☆......☆......☆

حضرت اقدس کا سفر جہلم ۱۹۰۳ء

حضرتِ مہدی کا جہلم میں وُرُود
گوشِ دل سے سُن ذرا تُو اُس کا حال
یہ سفر تھا موجبِ خیرِ کثیر
برکتوں میں آپ تھا اپنی مِثال
شہر والوں کی تھی حالت دیدنی
تھے اُچھلتے چاؤ سے مثلِ غزال
تیرہ صد بیعت ہوئی تھی ایک دن
دید تھی مہدی کی یا اُلفت کا جال
تشنگانِ دید کا تھا اِک ہجوم
چشمہء شریں تھا حضرت کا جمال
دل مُسحّر ہو رہے تھے پے بہ پے
واہ وہ احمد کی نظروں کا کمال
ہر طرف تھا خیر و برکت کا نزول
ہر طرف تھی شانِ ربِّ ذوالجلال
یہ سفر تابندہ تر تاریخ میں
ماند جس کے سامنے ہیں ماہ و سال
ایں سفر تعبیر فرمودۂ حق
ہو بہو تصویر فرمودۂ حق

عبدالسلام اِسلام

سال ۱۹۰۴ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کے الہامات

آسمانی تائید و نصرت کے عظیم الشان وعدے

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم — اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے

مرتبہ: رانا جاوید احمد جاوید صاحب

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہامات اور رؤیا وکشوف سے نوازا اور فتح ونصرت کی خبریں دیں۔ ۱۹۰۴ء میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات ظاہر فرمائیں جن کے ظہور کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا پہلے کی یہ خبریں کئی رنگ میں پوری ہوئیں جو اس بات کی نشان دہی کرتی ہیں کہ ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں ضرور — ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

(۱) ۸۔ فروری ۱۹۰۴ء کو الہام ہوا!

''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا. اس کی تفہیم یہ ہوئی کہ موت کا جو خیال کرتے ہو وہ غلط ہے یہ اس وقت ہوگی جب خدا کی فتح اور نصرت ہوگی اور لوگ فوج درفوج اس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔''

یہی کلام ایام گمنامی میں بھی اللہ تعالیٰ نے کیا۔ جن کے حالات خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں یوں فرماتے ہیں۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر — کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

اس کلام سے خدائی کا اظہار کیسے ہوا۔ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا — اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

''تب میں ایک تنہا آدمی گمنامی کی حالت میں قادیان میں جو ایک ویران گاؤں ہے پڑا تھا۔ مگر بعد اس کے ابھی دس برس گزرنے نہیں پائے تھے کہ خدا تعالیٰ کے الہام کے موافق لوگوں کا رجوع ہو گیا اور اپنے مالوں کے ذریعہ سے لوگ مدد بھی کرنے لگے یہاں تک کہ اب دولاکھ سے زیادہ ایسے انسان ہیں۔ جو میری بیعت میں داخل ہیں۔'' (لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۹۲)

(۲) ۲۷۔ مارچ ۱۹۰۴ء کو اللہ تعالیٰ نے یوں کلام کیا کہ:

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَ بْتَرُ

یہ کلام کس رنگ میں پورا ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''لیکھرام بدقسمت نے اپنی جھوٹی خوشیوں پر بھروسہ کر کے میری نسبت شائع کیا تھا کہ وہ تین سال کے اندر مع اپنے تمام فرزندوں کے مر جائے گا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود ہی میری پیشگوئی کے مطابق لاولد مر گیا۔ اور کوئی نسل اس کی دنیا میں نہ رہی۔ ایسا ہی عبدالحق غزنوی اُٹھا اور اُس نے مباہلہ کر کے اپنی بددعاؤں سے میرا استیصال چاہا سو جس قدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی اس کے مباہلہ کے بعد ہوئی۔ کئی لاکھ انسان تابع ہو گئے۔ کئی لاکھ روپیہ آیا قریباً تمام دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی یہاں تک کہ غیر ملکوں کے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے اور کئی لڑکے بعد میں پیدا ہوئے مگر عبدالحق منقطع النسل رہا جو مرنے کے حکم میں ہے اور ایک ذرہ کے برابر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو برکت نہ ملی اور نہ بعد میں اُس نے کوئی عزت پائی اور اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ کا پورا مصداق ہو گیا۔ عبدالحق غزنوی کو مباہلہ کے بعد میں نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں بار بار مخاطب کر کے لکھا ہے کہ اگر تم اپنی دعا سے مباہلہ کے اثر سے بچ سکتے ہو تو کوشش کرو کہ تمہارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تا تم ابتر نہ رہو جو مباہلہ کا اثر سمجھا جائے گا۔ پس اس قدر تاکید پر ضرور اُس نے مباہلہ کے بعد دعائیں کی ہوں گی۔ آخر ابتر رہا پس اس سے زیادہ اور کیا نشان ہو گا۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۸)

(۳) ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۴ء کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کلام کیا۔

''زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں''

اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

''زندگی کی اصل غرض اور مقصود تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ مگر اس وقت میں دیکھتا ہوں کہ عام طور پر لوگ اس غرض اور مقصود کو فراموش کر چکے ہیں اور کھانے پینے اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرنے کے سوا اور کوئی مقصود نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دنیا کو پھر اس کی زندگی کی غرض سے آگاہ کرے اور یہ فناءِ قہری اس کو رجوع کرائے گی۔ اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرے اور اللہ تعالیٰ کا خوف اس کو بہت سی نیکیوں کا وارث بنائے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہی اچھا ہے۔ کیونکہ اس خوف کی وجہ سے اس کو ایک بصیرت ملتی ہے جس کے ذریعہ وہ گناہوں سے بچتا ہے۔ بہت سے لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعام و اکرام پر غور کر کے شرمندہ ہو جاتے ہیں اور اس کی نافرمانی اور خلاف ورزی سے بچتے ہیں۔ لیکن ایک قسم لوگوں کی ایسی بھی ہے جو اس کے قہر سے ڈرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اچھا اور نیک تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی پرکھ سے اچھا نکلے۔ بہت لوگ ہیں جو اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم متقی ہیں مگر اصل میں متقی وہ

ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ کے دفتر میں متقی ہو۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۳۰۔۶۲۹)

(۴) ۲۸۔ اپریل ۱۹۰۴ء کو اللہ تعالیٰ یوں مخاطب ہوا:۔

''امن است در مکان محبت سرائے ما''

اس الہام کو سناتے وقت فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ

''محبت بھی ایک نار ہوتی ہے۔ اور طاعون بھی ایک نار ہے۔ اس لئے دو نار ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے معتبرین نے بھی لکھا ہے کہ جو شخص دیکھے کہ اس کے دل سے شعلہ نار بھڑکتا ہے وہ عاشق ہو جائے گا۔ عشق کو بھی نار کہتے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی اور عشق پیدا ہو جاوے اور اس کے ساتھ وفاداری اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ کرے گا۔

وباؤں کا عذاب: جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے لوگ دور جا پڑتے ہیں اور اُس سے لاپرواہ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں پھر اس قسم کی وبائیں بطور عذاب نازل ہوتی ہیں۔ ان بلاؤں اور وباؤں کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ کی توحید اور عظمت ظاہر ہو۔ اور فسق و فجور سے لوگ نفرت کر کے نیکی اور راستبازی کی طرف توجہ کریں اور خدا تعالیٰ کے مامور کی طرف جو اس وقت دنیا میں موجود ہوتا ہے۔ توجہ کریں''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۳۴)

(۵) ۱۰۔ مئی ۱۹۰۴ء کو ان الفاظ سے ہمکلام ہوا۔

''دخت کرام''

اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

''چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ ''دخت کرام'' چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پھر اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸)

(۶) ''مولوی کرم دین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں دائر تھا کرم دین مذکور اس بات پر زور دیتا تھا کہ لئیم کے لفظ کے معنی ولد الزنا ہیں اور کذاب کے یہ معنی ہیں جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہی معنی پہلی عدالت نے قبول کئے ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ ''معنی دیگر نہ پسندیم ما'' جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ دوسری عدالت میں یہ معنی قائم نہیں رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت میں صاحب ڈویژنل جج نے ان تمام عذرات کو رد کر دیا اور یہ لکھا کہ کذاب اور لئیم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں۔ بلکہ وہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بھی مستحق ہے۔ سو صاحب ڈویژنل جج نے وہ پُر تکلف معنی کرم دین کے پسند نہ کئے۔ جو پہلی عدالت میں پسند کئے گئے تھے۔ دیکھو اخبار الحکم نمبر ۱۷ جلد ۸۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء

جس میں یہ الہام موجود ہے''۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۹۴)

(۷)''پھر کچھ دنوں کے بعد کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویوں نے اس کی تائید میں آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا اور ان کو بڑی امید ہوئی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہوں گے اور ان کو جھوٹی خوشی پہنچانے کے لئے ایسا اتفاق ہوا کہ آتمارام نے اس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کے لئے مستعد ہو گیا اُس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمام رام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کرے گا۔ چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو سنا دیا اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اس کے مر گئے۔ اور آخر یہ اتفاق ہوا کہ آتمارام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا۔ اگرچہ فیصلہ لکھتے اس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی مگر اخیر پر خدا نے اس کو اس حرکت سے روک دیا۔ لیکن تاہم اس نے سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ میں بری کیا گیا اور کرم دین پر سزا قائم رہی اور میرا جرمانہ واپس ہوا مگر آتمارام کے دو بیٹے واپس نہ آئے''۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۵۔۱۲۴)

(۸) ۸۔جون ۱۹۰۴ء کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کلام فرمایا۔

عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّھَا وَمُقَامُھَا. اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ اَعۡطَیۡتُکَ کُلَّ النَّعِیۡم.

اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کر دی اور مفتی محمد صادق کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے۔ جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے۔ انی احافظ کُلّ من فی الدار۔ تب میں ان کی عیادت کے لئے گیا اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پا کر میں نے ان کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے۔ یہ کہہ کر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرتِ الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام ونشان نہ تھا''۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۵)

(۹) عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّھَا وَمُقَامُھَا. زلزلہ کا دھکا۔ یکم جون ۱۹۰۴ء اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

''کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیروزبر ہو جائے گی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں۔ لیکن حال میں ۱۶۔ اگست ۱۹۰۴ء کو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور دس لاکھ آدمی اب تک بے خانماں ہیں۔ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہوسکتا ہے یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے مگر وہ نہیں

جانتے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا اور اس نے تمام دنیا کے لئے یہ خبریں دی ہیں۔ نہ صرف پنجاب کے لئے یہ بدقسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کو ناحق ٹال دینا اور خدا کے کلام کو غور سے نہ پڑھنا اور کوشش کرتے رہنا کہ کسی طرح حق چھپ جائے مگر ایسی تکذیب سے سچائی چھپ نہیں سکتی۔

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیاء کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی یہ میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہوں گے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا. بنی اسرائیل ۱۶)

اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں۔ ان پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیاء تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے۔ نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ زندہ''۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۷)

○

فیصلہ یوں تو عدالت بھی سُنا دیتی ہے
زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

ناتواں بے کس و مجبور پہ مت برہم ہو
آگ سوکھی ہوئی لکڑی کو جلا دیتی

بندگی میں کوئی شکوہ ہو خدا پر کیونکر
زندگی کو یہ عبادت ہی بقا دیتی ہے

آدمی لاکھ تمناؤں میں ہر دَم کھیلے
موت آ جائے تو ہر چیز مٹا دیتی ہے

کاوشِ مال و متاع سب پہ ہے واجب لیکن
پائے انسان جو تقدیرِ خدا دیتی ہے

منفرد ہوتی ہے کردار میں ہادؔی وُہ قوم
گالیاں سن کے جو دشمن کو دعا دیتی ہے

(محمد ہادؔی ربوہ)

تحریک وقف عارضی کی ضرورت واہمیت

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد (وقف عارضی وتعلیم القرآن)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ۱۹۶۶ء میں جب وقف عارضی کی مبارک تحریک جاری فرمائی تو آپ نے اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے جو ارشادات فرمائے وہ بغرض یاددہانی پیش خدمت ہیں۔

وقف عارضی کی ضرورت: ''عارضی وقف کی ضرورت بہت ہے۔ بات یہ ہے .... جماعت سمجھتی ہے کہ اصلاح وارشاد کا کام مربیوں کا ہے حالانکہ ہر احمدی کو بڑی توجہ کے ساتھ اصلاح وارشاد کا کام کرنا چاہئے۔ یہ توجہ پیدا کرنے کیلئے اور جماعت میں اصلاح وارشاد کا شوق پیدا کرنے کیلئے میں نے عارضی وقف کی سکیم جاری کی ہے۔ اس میں روحانی فوائد بھی ہیں اور جسمانی فوائد بھی۔'' (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۴۔۱۵ مطبوعہ الفضل ۳ نومبر ۱۹۷۱ء)

وقف عارضی اصلاح نفس کا ذریعہ ہے: ''تحریک وقف عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقف عارضی پر جاتے ہیں ان کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دعاؤں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے۔ یعنی وقف عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی غفلتوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہوئے انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں ان کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقف عارضی کے وفود نے دعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔'' (خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء ۲۸ جنوری ۱۹۷۷ء)

وقف عارضی کا مقصد قرآن کریم سکھانا ہے: ''وقف عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضا کارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن کریم سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظم کریں اور منظم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جُوا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کیلئے ایک نمونہ بن جائیں۔'' (خطبہ جمعہ الفضل مطبوعہ ۱۴ مئی ۱۹۶۶ء صفحہ ۳ فرمودہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۶ء)

وقف عارضی کی کم از کم مدت دو ہفتہ: ''میں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کیلئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں۔ اور ان کے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے انہیں بجالانے کی پوری کوشش کریں۔'' (خطبہ جمعہ الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء)

باہمی جھگڑوں کو نپٹانا: ''اچھا احمدی ہونے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اچھا شہری بھی ہو۔لیکن بہت سے دوست چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑتے لڑتے رہتے ہیں اور یہ بات ایک احمدی کیلئے کسی صورت میں بھی مناسب نہیں جب یہ جھگڑے اور لڑائیاں لمبی ہو جاتی ہیں تو جماعت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔پس جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ دو ہفتے سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ میری اس تحریک پر وقف کرنے کی توفیق دے انہیں ان باتوں کی طرف بھی توجہ دینا ہوگی اور جماعت کے دوستوں کے باہمی جھگڑوں کو نپٹانے کی ہر ممکن کوشش کرنا ہوگی۔'' (خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۳ فرمودہ ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء)

ہر احمدی وقف عارضی کرے: ''مربیوں کو بھی چاہئے اور عام عہدیداران کو بھی چاہئے بلکہ ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور اپنے بھائی کو بھی یہ تلقین کرے کہ وہ وقف عارضی میں شامل ہو۔اس میں شک نہیں کہ یہ ایک قربانی کی راہ ہے اور یہ راہ تنگ ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ قربانی کی راہوں پر چلے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے۔'' (خطبہ جمعہ الفضل ۱۲ اگست ۱۹۶۶ء)

احمدی خواتین اور وقف عارضی: ''یہ واقفین وفد کی شکل میں دو افراد پر مشتمل ہوتے ہیں اس میں احمدی بہنیں بھی حصہ لیتی ہیں۔ان کو باہر صرف اس صورت میں بھجوایا جاتا ہے جبکہ وہ خاوندوں کے ساتھ یا والد کے ساتھ یا اپنے بھائی کے ساتھ باہر جا سکیں۔ورنہ ان سے اپنے ہی شہر یا قصبہ میں عورتوں کی تربیت وغیرہ کے کام لئے جاتے ہیں۔تاکہ بہنیں بہنوں سے خدا کی رضا کی خاطر حسن معاملہ اور پیار کے تعلقات قائم کریں۔'' (خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء فرمودہ ۲۸ جنوری ۱۹۷۷ء)

امراء اضلاع اور وقف عارضی: اُمراء اضلاع کو اس طرف فوری توجہ دینی چاہئے .... امراء اضلاع جماعت کے مستعد اور مخلص احباب کو اپنی ذمہ داری کی طرف متوجہ کریں تا زیادہ سے زیادہ احمدی اس مقصد کے پیش نظر اور خدمت (دین) کے لئے اپنے وقت کا ایک تھوڑا اور حقیر سا حصہ پیش کریں۔'' (خطبہ جمعہ الفضل ۱۳۔اپریل ۱۹۶۶ء صفحہ ۳ فرمودہ ۸۔اپریل ۱۹۶۶ء)

کالج کے پروفیسر، سکول کے اساتذہ بھی وقف عارضی کریں: ''اسی طرح کالجوں کے پروفیسر اور لیکچرار، سکولوں کے اساتذہ کالجوں کے سمجھدار طلباء بھی اپنی رخصتوں کے ایام اس منصوبہ کے ماتحت کام کرنے کیلئے پیش کریں۔ سکولوں کے بعض طلباء بھی اس قسم کے بعض کام کر سکتے ہیں۔کیونکہ سکولوں کے بعض طلباء ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی صحت اور عمر کے لحاظ سے اس قابل ہوتے ہیں کہ اس قسم کی ذمہ داریاں ادا کر سکیں ان کو بھی اپنے نام اس تحریک کے سلسلہ میں پیش کر دینے چاہئیں۔بشرطیکہ وہ اپنا خرچ برداشت کر سکتے ہوں۔'' (خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۳ فرمودہ ۸۔اپریل ۱۹۶۶ء)

وکلاء اور وقف عارضی: ''بعض ایسے پیشہ والے ہیں جن کو ان دنوں چھٹیاں ہوتی ہیں مثلاً بعض عدالتیں بند ہو جاتی ہیں، وہاں جو احمدی وکیل وکالت کا کام کرتے ہیں۔وہ بھی اپنی زندگی کے چند ایام اشاعت علوم قرآنی کے لئے وقف کر سکتے ہیں۔''
(خطبہ جمعہ مطبوعہ ۱۰۔اگست ۱۹۶۶ء صفحہ ۴ فرمودہ ۵۔اگست ۱۹۶۶ء)

وقف عارضی کی اس اہمیت کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کو اس تحریک میں بھرپور حصہ لینا چاہئے تاکہ وہ ہر قسم کی برکات سے حصہ پائیں۔

پردہ کی تعلیم اور اس کے آداب

عفت اور پاکیزگی کا اہم ذریعہ

(مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد)

قرآن کریم اور احادیث میں ہدایات: سورۃ نور آیت ۳۱-۳۲ میں مومن مردوں اور عورتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ :

ترجمہ:۔ مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں، اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کیلئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کیلئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کیلئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرِ نگیں مردوں کیلئے یا مردوں میں ایسے خادموں کیلئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کیلئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

O آنحضرت ﷺ کی درج ذیل احادیث پردہ کے سلسلہ میں قابل توجہ ہیں۔

ترمذی کتاب البر والصلۃ میں ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ترجمہ:۔ ”حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی انسان کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم وحیا انسان کو خوش نما و خوبصورت اور باوقار بنا دیتی ہے۔“ (ترمذی کتاب البر والصلۃ)

مشکوۃ کتاب النکاح میں ہے۔ ام المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ بیان فرماتی ہیں۔ ترجمہ:۔ ”میں اور حضرت میمونہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ ایک نابینا صحابی ابن اُمّ مکتومؓ حاضر ہوئے۔ حضور نے ہم دونوں کو ان سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا، کیا وہ نابینا نہیں جو ہمیں دیکھ ہی نہیں سکتا؟ حضور نے فرمایا۔ کیا تم بھی دونوں نابینا ہو کہ اس کو دیکھ نہیں سکتیں۔“

مسلم کتاب الایمان میں ہے کہ حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ترجمہ:۔ ”دوزخیوں کے دو گروہ ایسے ہیں کہ ان جیسا میں نے کسی گروہ کو نہیں دیکھا ایک وہ جن کے پاس بیل کی دموں کی طرح کوڑے

ہوتے ہیں جن سے وہ لوگوں کو مارتے پھرتے ہیں اور دوسرے وہ عورتیں جو کپڑے تو پہنتی ہیں لیکن حقیقت میں وہ ننگی ہوتی ہیں۔ ناز سے لچکیلی چال چلتی ہیں لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے جتن کرتی پھرتی ہیں، بختی اونٹوں کی لچکدار کوہانوں کی طرح ان کے سر ہوتے ہیں ان میں سے کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگی اور اس کی خوشبو تک نہ پائے گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور کے فاصلہ سے بھی آ سکتی ہے۔

O　ارشادات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ۔ پردہ سے متعلق مذکورہ سورۃ النور کی آیات قرآنیہ کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کیلئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کیلئے پانچ علاج بھی بتلا دئے ہیں یعنی یہ کہ:

۱۔ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔ ۲۔ کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔ ۳۔ نامحرموں کے قصے نہ سننا۔ ۴۔ اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔ ۵۔ اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

اس جگہ ہم بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں۔ صرف اسلام ہی سے خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا یہی ہے کہ اس کے جذباتِ شہوت محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے۔ یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں اس لئے ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تا ٹھوکر نہ کھاویں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر ہم امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کرسکیں۔

اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے۔ خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں

کو آزاد نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۳)

O خلفائے احمدیت کے ارشادات: (۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... نے اپنے خطبہ ۲۵ جون ۱۹۵۴ء مقام کراچی میں فرمایا کہ:

''حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرمایا کرتے تھے کہ گھونگھٹ کا پردہ بہ نسبت اس پردہ کے جو آج کل ہمارے ملک میں رائج ہے زیادہ محفوظ تھا...... بہر حال ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ (دینی) احکام پر عمل کرے (چہرے کا پردہ کرے۔ ناقل) اور اگر کہیں اس کے عمل میں کمزوری پائی جاتی ہو تو اس کو دور کرے''۔ (الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۶۰ء الازہار لذوات الخمار صفحہ ۱۵۳)

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... پردہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''شرعی پردہ جو قرآن شریف سے ثابت ہے یہ ہے کہ عورت کے بال گردن اور چہرہ کانوں کے آگے تک ڈھکا ہوا ہو۔ اس حکم کی تعمیل میں مختلف ممالک میں اپنے حالات اور لباس کے مطابق پردہ کیا جاسکتا ہے''۔ (الفضل ۸ نومبر ۱۹۲۴ء)

''وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں منہ چھپانے کا حکم نہیں ان سے ہم پوچھتے ہیں (کہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ زینت چھپاؤ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے۔ اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو) کہ پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے؟ بیشک ہم اس حد تک قائل ہیں کہ چہرہ کو اس طرح چھپایا جائے کہ اس کا صحت پر کوئی بُرا اثر نہ پڑے۔ مثلاً باریک کپڑا ڈال لیا جائے یا عرب عورتوں کی طرز کا نقاب بنالیا جائے جس میں آنکھیں اور ناک کا نتھنا آزاد رہتا ہے مگر چہرہ کو پردہ سے باہر نہیں رکھا جاسکتا''۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۰۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... کا برقع کے بارہ میں یہ ارشاد ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے:۔

''برقع زرق برق اور نمائشی نہیں ہونا چاہئے۔ نہ برقعے کا کپڑا ایسا ہو جو نمائش پیدا کرے نہ اس کی کاٹ اور سلائی میں تکلف اختیار کیا جائے بلکہ برقع سادہ کپڑے کا سادہ طریق پر سلا ہوڈھیلا ڈھالا جسم کی بناوٹ کو چھپانے والا ہونا چاہئے تاکہ برقعہ کی اصل غرض پوری ہو۔ نہ یہ کہ برقع خود نمائش کا موجب ہو اور جسم کی بناوٹ کو ظاہر کرنے والا ہو''۔ (الازھار لذوات الخمار)

(۳) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

''قرآن نے پردہ کا حکم دیا ہے انہیں (احمدی مستورات کو) بہر حال پردہ کرنا پڑے گا یا وہ جماعت کو چھوڑ دیں کیونکہ ہماری جماعت کا یہ مؤقف ہے کہ قرآن کریم کے کسی حکم سے تمسخر نہیں کرنے دیا جائے گا نہ زبان سے اور نہ عمل سے اسی پر دنیا کی ہدایت اور حفاظت کا انحصار ہے''۔ (الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۷۸ء)

نیز اوسلو (ناروے) میں ایک موقع پر فرمایا۔''میں ایسی خواتین سے جو پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں پوچھتا ہوں کہ انہوں

نے پردہ کو ترک کر کے (دین) کی کیا خدمت کی...... آج بعض یہ کہتی ہیں کہ ہمیں یہاں پردہ نہ کرنے کی اجازت دی جائے پھر کہیں گی تنگ دھڑنگ سمندر میں نہانے اور ریت پر لیٹنے کی اجازت دی جائے پھر کہیں گی شادی سے پہلے بچے جننے کی اجازت دی جائے۔ میں کہوں گا پھر تمہیں دوزخ میں جانے کیلئے بھی تیار رہنا چاہئے...... وہ اپنے آپ کو ٹھیک کرلیں قبل اس کے کہ خدا کا قہر نازل ہو"۔ (دورہ مغرب صفحہ ۲۳۸-۲۳۹ اگست ۱۹۸۰ء)

(۴) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

"بڑی شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں کیونکہ اگر آپ نے بھی یہ میدان چھوڑ دیا تو پھر دنیا میں اور کون سی عورتیں ہوں گی جو (دینی) اقدار کی حفاظت کیلئے آگے آئیں گی"۔ (الفضل ۲۸ فروری ۱۹۸۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک دوسرے موقع پر پردہ سے متعلق فرمایا کہ:

"یہاں نشوونما پانے والی بچیاں اپنے سر کے بالوں کے بارے میں ایک ذہنی الجھن میں مبتلا ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ بالوں کو ڈھانک کر رکھنا ایک دقیانوسی بات ہے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نیم دلی سے قدم اٹھاتی ہیں نہ کہ بشاشت قلبی سے۔ وہ دراصل یہ کہہ رہی ہوتی ہیں کہ اے خدا! تو ہمیں اسی طور سے قبول فرمالے کہ ہم دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہیں مگر اس طور سے جس طور سے یہودی اپنے سر کی پشت پر ایک چھوٹی سی "چینی نما" ٹوپی پہنے ہوئے ہوتا ہے۔ پس تو اپنی طرف اٹھایا ہوا یہ ادھورا قدم بھی قبول فرمالے لیکن اگر آپ سب یہ کچھ خدا کی خاطر کرتی ہیں تو پھر یہ بالکل نامناسب ہے یاد رکھیں کہ عورتوں کے خدوخال کا سب سے دلکش حصہ ان کے بال ہوتے ہیں بالخصوص جب کہ وہ سامنے کی طرف لٹکے ہوئے ہوں۔ بعض لڑکیوں کو میں نے دیکھا ہے کہ جب وہ دوپٹہ اپنے سر پر کھینچتی ہیں تو ایسے طریق سے کہ جس سے ان کے بال سامنے کی طرف آئیں (اور ایسا کر کے وہ یہ خیال کرلیتی ہیں کہ) اب میں دونوں معاشروں کی لڑکی نظر آؤں گی؟ .... مگر یہ نامناسب ہے آپ لوگوں کو استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ جس بات پر میں زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دوپٹہ اوڑھنے یا پردہ وغیرہ کرنے سے قبل آپ لوگوں کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہئے کہ کیا میں خدا تعالیٰ کی زیادہ پرواہ کرتی ہوں یا انسانوں کی؟ اگر جواب یہ ہو کہ میں انسانوں کے مقابل پر خدا کی زیادہ پرواہ کرتی ہوں تو انسانوں کی واہ واہ سے آپ بے نیاز ہو جائیں گی۔ وہ جو چاہیں کہتے پھریں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ صرف اللہ ہی اللہ باقی رہ جائے گا۔ یہ سب سے اہم ترین سوال ہے جو آپ لوگوں کو دوپٹہ وغیرہ اوڑھنے یا باقاعدہ طور پر پردہ اختیار کرنے سے پہلے ضرور اپنے آپ سے پوچھنا چاہئے۔ اگر آپ کے سر کے بال یہ فیصلہ کرلیں کہ ہمیں صرف اس بات کی پرواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے متعلق کیا کہتا ہے تب آپ کو لوگوں کی باتوں کی ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہ ہوگی"۔ (اُردو ترجمہ از پروگرام ایم۔ ٹی۔ اے بچوں کی کلاس ۱۹۹۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۲ء کے موقع پر خواتین سے خطاب کرتے ہوئے پردہ کے تعلق میں ایک بہت ہی ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا۔....."اُمہات المومنین اور دوسری بہت سی خواتین تھیں جو پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے جنگوں میں بھی حصہ لیتی رہیں۔ جنگ اُحد میں شامل ہوئیں۔ اسی طرح دوسری جنگوں میں حصہ لیا اور بڑی بڑی خدمات سرانجام دیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ آپ نے سنا ہوا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ رومیوں کے ساتھ ایک معرکہ درپیش تھا جس میں رومیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ خطرہ تھا مسلمانوں کے پاؤں نہ اُکھڑ جائیں۔ لڑائی کے دوران مسلمانوں نے ایک نقاب پوش زرہ بکتر بند سوار کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ پلٹ پلٹ کر دشمن کی فوج پر حملہ کر رہا ہے اور جدھر جاتا ہے کُشتوں کے پُشتے لگا دیتا ہے۔ صفوں کو چیرتا ہوا کبھی اُدھر نکل جاتا ہے اور کبھی اِدھر آ جاتا ہے۔ اس کو دیکھ کر مسلمان لشکر نے آپس میں باتیں شروع کیں کہ یہ تو ہمارے سردار حضرت خالد بن ولید کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ "سیف اللہ" یعنی اللہ کی تلوار کے سوا کس کی طاقت ہے کہ اس شان کے حملے کرے۔ اتنے میں انہوں نے حضرت خالد بن ولید کو آتے دیکھا بڑے متعجب ہوئے اور ان سے کہا اے سردار یہ سوار کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بھی اس کا پتہ نہیں۔ میں تو اس قسم کے جری اور بہادر سوار کو پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں۔ اسی اثناء میں وہ سوار اس حال میں واپس لوٹا کہ خون سے لت پت تھا اور اس کا گھوڑا بھی پسینے میں شرابور اور دم توڑنے کے قریب تھا۔ وہ گھوڑے سے اُترا تو خالد بن ولید آگے بڑھے اور کہا اے اسلام کے مجاہد بتا تو کون ہے؟ ہماری نظریں تجھے دیکھنے کو ترس رہی ہیں۔ اپنے چہرے سے نقاب اُتار۔ لیکن اس نے کوئی توجہ نہ کی۔ نہ زرہ اُتاری، نہ پردہ اُتارا۔ خالد بن ولید حیران ہوئے کہ اتنا بڑا مجاہد اور اطاعت کا یہ حال ہے؟ انہوں نے پھر کہا کہ اے جوان ہم تجھے دیکھنے کیلئے ترس رہے ہیں۔ اپنے چہرے سے پردہ اُتار۔ اس پر اس سوار نے کہا اے آقا! میں نافرمان نہیں ہوں۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ تو نے پردہ نہیں اُتارنا۔ میں ایک عورت ہوں اور میرا نام خولہ ہے۔ بہر حال انہوں نے پردہ نہیں اُتارا"۔ (فیوض الاسلام ترجمہ فتوح الشام صفحہ ۹۸ تا ۱۰۱ بحوالہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں)

(۵) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ عرصہ قبل محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ربوہ کو ایک خط میں بعض ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"برقعوں میں حد سے زیادہ فیشن کے رجحان کو بھی کم کریں۔ ہر اجلاس میں احمدی بچی کا مقام اس کو بتائیں۔ مجھے زیادہ بڑے بڑے کام نہیں چاہئیں۔ ان باتوں پر دھیان دیں۔ نمازوں کی عادت، پردہ کی پابندی، اولاد کی تربیت اور فیشن کی اندھا دھند تقلید سے بچنا۔ ان تمام پہلوؤں کے حوالے سے جائزہ لیں۔ آپ کے پاس کوائف ہونے چاہئیں۔ باہر کے محلوں میں خاص نگرانی کی ضرورت ہے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے اس حکم کی پابندی کرنے اور پردہ کی حقیقی روح کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کبھی نہ بھول پائیں گے

ہم اُس طاہر کے افسانے کبھی نہ بھول پائیں گے
ہیں لاکھوں جن کے دیوانے کبھی نہ بھول پائیں گے

وہ شفقت آپ کے در سے جو انسانوں کو ملتی تھی
یگانے ہوں یا بیگانے کبھی نہ بھول پائیں گے

وہ چشمہ فیض کا جاری رہا جو آپ کے ہاتھوں
زمانے بھر کے فرزانے کبھی نہ بھول پائیں گے

یہ فیضِ مصطفٰے ابرِ کرم بن کر جہاں برسے
ہو آبادی و ویرانے کبھی نہ بھول پائیں گے

غذائے روح تھی جن کو مُیسر آپ کے دم سے
وہ شمعِ حق کے پروانے کبھی نہ بھول پائیں گے

سرور و کیف و مستی آپ کی محفل سے پاتے تھے
ہمارے دل کے میخانے کبھی نہ بھول پائیں گے

دکھی انسانیت کے درد جس انداز سے بانٹے
انہیں اپنے یا بیگانے کبھی نہ بھول پائیں گے

بڑی مہر و وفا تھی آپ کی میزان میں شامل
محبت کے وہ پیمانے کبھی نہ بھول پائیں گے

وہ اک جُود و سخا کا پیکرِ تمثال تھے مسعودؔ
انہیں ہم جیسے مستانے کبھی نہ بھول پائیں گے

مسعودؔ احمد چوہدری

تیسری سالانہ علمی ریلی مجلس انصاراللہ پاکستان کی رپورٹ

منعقدہ ۱۲، ۱۳، ۱۴ دسمبر ۲۰۰۳

از: مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب (قائد تعلیم) منتظم اعلیٰ

افتتاحی تقریب: اس علمی ریلی کی افتتاحی تقریب بتاریخ ۱۲ دسمبر بروز جمعہ چار بجے سہ پہر زیر صدارت مکرم محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (ناظر اعلیٰ و امیر مقامی) صدر مجلس انصار اللہ پاکستان منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم قاری محمد عاشق صاحب نے کی۔ صدر مجلس نے انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ مکرم حمید احمد شاہد صاحب کراچی نے نظم پیش کی بعدۂ خاکسار نے رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے بعد صدرِ مجلس نے افتتاحی خطاب اور دعا سے ریلی کا آغاز کیا۔ افتتاحی تقریب کے بعد سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا ایم ٹی اے کے ذریعے سنوانے کا پروگرام تھا جس کا اہتمام مجلس انصاراللہ پاکستان کے دونوں ہالوں میں کیا گیا تھا۔

۱۔ مقابلہ تلاوت معیار خاص:۔ اس میں قاری حضرات اور حفاظ کرام نے شرکت کی۔ اس مقابلہ کے منصفین مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب، مکرم حافظ محمد صدیق صاحب اور مکرم حافظ برہان محمد صاحب تھے۔ اس مقابلہ میں شرکاء نے سورۃ الرحمٰن اور سورۃ الحشر کے آخری رکوع کی تلاوت کی۔

مقابلہ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام:۔ اس مقابلہ کے نصاب میں حضرت مسیح موعودؑ کی پانچ کتب مقرر تھیں۔ ۱۔ تذکرۃ الشہادتین ۲۔ پیغام صلح ۳۔ لیکچر لاہور ۴۔ لیکچر سیالکوٹ ۵۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
ان کتب میں سے ۵۰ سوال پر مشتمل تحریری امتحان تھا۔ جس میں ۱۲۲ اضلاع کے ۱۰۸ انصار نے شرکت کی۔

دوسرے روز ۱۳ دسمبر:۔ کو مقابلہ تلاوت قرآن کریم میں ۶۳۔ انصار نے قرآن مجید کے مقررہ حصہ کی تلاوت کی۔
مقابلہ نظم خوانی میں پاکستان بھر سے ۴۳۔ انصار نے شرکت کی۔ جنہوں نے درثمین، کلام محمود، کلام طاہر کے مقررکردہ اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔

مقابلہ تقریر اُردو فی البدیہہ:۔ اس مقابلہ میں ۱۸۔ اضلاع سے ۳۱۔ انصار نے شمولیت کی۔ علمی ریلی کے مقابلہ جات میں یہ ایک دلچسپ پروگرام رہا۔ اس کے بعد مقابلہ تقریر معیار خاص ہوا۔ ہر ضلع سے ایک ایک نمائندہ حصہ لے سکتا تھا۔ اس مقابلہ کیلئے درج ذیل عناوین مقرر تھے۔ ۱۔ آنحضرت ﷺ کی اہلی زندگی ۲۔ نماز باجماعت کے ثمرات ۳۔ حضرت مسیح

موعودؑ کا انداز تربیت ۴۔ اسلامی معاشرہ

اس مقابلہ میں ۱۷۔ انصار نے شرکت کی۔ اس مقابلہ کے منصفین مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب، مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب تھے۔

مقابلہ حفظ قرآن:۔ دوسرے روز کا آخری مقابلہ حفظ قرآن تھا۔ جس کا نصاب تیسواں پارہ مکمل تھا۔ مقابلہ میں ۱۱۔ اضلاع کے ۱۳ انصار نے شرکت کی۔

تیسرے روز:۔ مقابلہ دینی معلومات (کوئز پروگرام) بین الاضلاع تھا جس میں ہر ضلع سے تین اراکین پر مشتمل ٹیم نے شرکت کرنا تھی۔ اس مقابلہ میں ۱۳۔ اضلاع کی ۱۳ ٹیموں نے شرکت کی۔

مقابلہ مقالہ نویسی:۔ امسال پہلی دفعہ انصار کے مابین مقابلہ مقالہ نویسی کا آغاز کیا گیا۔ مقالہ کا عنوان شیخ عجم حضرت صاحبزادہ محمد عبداللطیف شہید تھا۔ اس مقابلہ میں پاکستان بھر سے ۵۹ انصار نے شرکت کی ضلع کراچی سے ۲۱، ضلع فیصل آباد سے ۱۱، ضلع لاہور سے ۸، ربوہ سے ۶ راولپنڈی اور اسلام سے تین تین مقالہ جات موصول ہوئے۔ اس کے علاوہ اضلاع شیخوپورہ، ملتان، جہلم، جھنگ، چکوال، حافظ آباد نے بھی نمائندگی کی۔ اس مقابلہ میں اوّل دوم اور سوم آنے والوں کو تین ہزار، دو ہزار اور ایک ہزار روپے کا انعام دیا گیا۔

اس تیسری سالانہ علمی ریلی ۲۰۰۳ء کے افتتاح میں ۳۰۔ اضلاع کی ۷۷ مجالس کے ۱۵۵۔ انصار شامل تھے اور اختتامی تقریب میں پاکستان بھر سے ۳۳۔ اضلاع کی ۱۴۲ مجالس کے ۳۱۰ انصار نے شرکت کی جبکہ گذشتہ سال دوسری سالانہ ریلی میں ۳۲ اضلاع کے ۱۰۶ مجالس کے ۲۷۸ انصار شامل ہوئے تھے۔ کوئٹہ، کراچی، پشاور، پنجاب سرحد، بلوچستان اور سندھ سے آنے والے انصار نے بہت ذوق شوق عقیدت اور محبت سے تین روز خالص دینی علمی ماحول میں گذارے۔

اختتامی اجلاس:۔ ریلی کی اختتامی تقریب بتاریخ ۱۴ دسمبر بروز اتوار ایک بجے دوپہر منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی حضرت مرزا عبدالحق صاحب تھے۔ تلاوت، نظم کے بعد خاکسار منتظم اعلیٰ نے مقابلہ جات کی رپورٹ پیش کی اور مہمان خصوصی محترم حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے اعزاز پانے والے اراکین انصاراللہ میں انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب کے بعد دعا کروائی۔ اس تقریب کے بعد شرکاء ریلی کے اعزاز میں ظہرانہ دیا گیا۔ الحمدللہ یہ تیسری علمی ریلی بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

☆......☆......☆......☆

نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار

تلاوت قرآن کریم معیارِ خاص :۔ اوّل : مکرم حافظ عارف اللہ صاحب دارالبرکات ربوہ۔ دوم: مکرم حافظ عبدالمنان صاحب دارالصدر شرقی الف ربوہ۔ سوم: مکرم حافظ امیر حسین صاحب راولپنڈی سیٹلائٹ ٹاؤن۔ چہارم: مکرم حافظ محمد یحییٰ صاحب دارالذکر فیصل آباد

تلاوت قرآن کریم :۔ اوّل: مکرم محمود احمد طارق صاحب گوجرانوالہ شرقی۔ دوم: مکرم سلطان محمد صاحب ربوہ۔ سوم: مکرم حفیظ احمد خالد صاحب مظفر گڑھ۔ چہارم: مکرم محمد رفیق ثاقب صاحب دارالسلام لاہور

حفظ قرآن :۔ اوّل: مکرم سید حمید الحسن شاہ صاحب سمبڑیال سیالکوٹ۔ دوم: مکرم امیر حسین صاحب راولپنڈی۔ سوم: مکرم ملک طاہر احمد خاں صاحب محمود آباد کراچی۔ چہارم: مکرم مبارک احمد خاں صاحب دارالنصر شرقی ربوہ

نظم خوانی :۔ اوّل: مکرم غلام سرور طاہر صاحب ربوہ۔ دوم: مکرم سید حمید الحسن شاہ صاحب سمبڑیال ضلع سیالکوٹ۔ سوم: مکرم حمید احمد شاہد صاحب کراچی۔ چہارم: مکرم کوثر محمود بلوچ صاحب جہلم

مقابلہ تقریر معیارِ خاص :۔ اوّل: مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب ربوہ۔ دوم: مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کراچی۔ سوم: مکرم ناصر احمد صاحب فیصل آباد + مکرم جمیل احمد اختر صاحب منڈی بہاؤالدین۔ حوصلہ افزائی: مکرم محمد اللہ بخش صاحب حافظ آباد

مقابلہ تقریر فی البدیہہ :۔ اوّل: مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کلفٹن کراچی۔ دوم: مکرم شیخ مامون احمد صاحب بیت الاحد لاہور۔ سوم: مکرم ملک طاہر احمد خاں صاحب محمود آباد کراچی۔ چہارم: مکرم محمد یونس خادم صاحب ربوہ

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ :۔ اوّل : مکرم محمد عطاء اللہ صاحب شیخوپورہ شہر۔ دوم: مکرم محمد امان اللہ صاحب کیلے ضلع شیخوپورہ۔ سوم: مکرم چوہدری مبارک احمد شاہد صاحب جوہر ٹاؤن لاہور۔ چہارم: مکرم ناصر احمد صاحب باوے والا ضلع فیصل آباد۔ پنجم: مکرم محمد ثناء اللہ صاحب شیخوپورہ

مقابلہ دینی معلومات (بین الاضلاع) :۔ اوّل: ضلع فیصل آباد، مکرم ناصر احمد صاحب، مکرم چوہدری محمد ادریس صاحب اور مکرم حمید احمد صاحب۔ دوم ضلع شیخوپورہ: مکرم ثناء اللہ صاحب، مکرم امان اللہ صاحب اور مکرم محمد عطاء اللہ صاحب سوم ضلع مظفر گڑھ: مکرم اوصاف احمد صاحب، مکرم منور احمد صاحب اور مکرم رحیم بخش صاحب

مقابلہ مقالہ نویسی :۔ اوّل: مکرم مسعود احمد ظفر صاحب عزیز آباد کراچی۔ دوم: مکرم عمر حیات صاحب فیکٹری ایریا ربوہ۔ سوم: مکرم منصور احمد لکھنوی صاحب گلشن اقبال کراچی + مکرم منصور احمد ظفر صاحب دارالفضل شرقی ربوہ۔ چہارم: مکرم محمد ثناء اللہ صاحب شیخوپورہ

حسنِ کارکردگی مقالہ نویسی :۔ مکرم محمد اشرف صاحب کاہلوں دارالذکر فیصل آباد، مکرم عبدالشکور صاحب سمن آباد لاہور، مکرم داؤد احمد ملک صاحب صدر راولپنڈی، مکرم ملک خلیل احمد ناصر صاحب گلستانِ جوہر کراچی، مکرم میجر (ر) میاں عبدالباسط صاحب صدر راولپنڈی، مکرم منیر احمد بٹ صاحب بیت التوحید لاہور، مکرم عبدالمنان شاہکوٹی صاحب نارتھ کراچی، مکرم مصور احمد طاہر صاحب ماڈل کالونی کراچی، مکرم سید سلیم شاہجہانپوری صاحب گلشنِ اقبال غربی کراچی، مکرم عبدالکریم خالد صاحب بیت التوحید لاہور

حسنِ کارکردگی مقابلہ جات میں عہدیدار :۔ اوّل : زعامت علیاء مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ۔ دوم: نظامت ضلع کراچی بہترین رکن۔ مکرم جمیل احمد بٹ صاحب کلفٹن کراچی بہترین نائب ناظم تعلیم۔ مکرم شیخ طاہر احمد نصیر صاحب ضلع کراچی

''ایک عظیم............ماہر طبیعات''

مرسلہ: پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب

(Magazine)"ECHO OF ISALM"

Janvary 1997 No. 151 Printed & Published in the Islamic Republic of Iran (Head office Tehran) Editor in chief Muhammad T. Yassini

(عنوان مذکورہ کے اس ایرانی میگزین کے صفحہ ۶ پر ایک ''آرٹیکل ایک عظیم...... ماہر طبعیات'' جناب ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کے بارہ میں شائع ہوا ہے۔ مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب نے اس آرٹیکل کا ترجمہ ماہنامہ انصاراللہ کے لئے بھجوایا جو ہدیہ قارئین ہے)۔

''پاکستان کے عظیم پروفیسر آف فزکس اور نوبل لارئیٹ محمد عبدالسلام بانی ٹریسٹے انٹرنیشل پیور فزکس سینٹر (Pure Physics Center) ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء کو انتقال کر گئے۔ پروفیسر سلام ایران کے سائنسی حلقوں میں خوب جانی پہچانی شخصیت تھے۔

ایرانی ماہرین طبیعات، ماہرین ریاضی حتی کہ انجینئرز میں سے دسیوں اور ممکن ہے سینکڑوں نے گزشتہ تیس سالوں کے دوران ٹریسٹے مرکز کی سرگرمیوں اور پروگراموں میں حصہ لیا ہے۔ اس طرح وہ دنیا کی اعلیٰ درجہ کی سائنسی ترقیات کے تازہ بہ تازہ علم سے برابر مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کی کامیابی اس مرکز اور اس کے صاحبِ علم وفراست بانی ڈاکٹر محمد عبدالسلام کی مرہون منت ہے۔

ہمارا سائنسی معاشرہ ان کی علمی کاوشوں کے فارسی ترجمہ کے ذریعہ اور خاص طور پر ۱۹۹۰ء میں ایران میں ان کی بنفسِ نفیس اثر انگیز موجودگی اور براہِ راست لیکچرز کے باعث اس عظیم انسان سے خوب متعارف ہو گیا۔ عبدالسلام نے اپنی تعلیم لاہور کالج اور بعد میں لندن کے امپیریل کالج میں پائی جہاں سے انہوں نے طبیعات میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ (نوٹ: یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی مکمل کی اور پھر کچھ سال بعد وہ لندن کی شہرہ آفاق سائنسی درسگاہ امپیریل کالج میں پروفیسر متقرر ہوئے۔ مترجم) بعد میں وہ اپنے وطن واپس آ گئے اور پاکستان میں سائنسی سرگرمیوں کو مستحکم کرنے اور ان کو وسعت دینے کے لئے انتھک کوششوں میں لگ گئے۔ بعد میں بھی جب وہ انگلینڈ واپس چلے گئے انہوں نے سائنسی میدانوں میں تیسری دنیا کے ممالک کی خدمات بجالانے کیلئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں۔

انہوں نے کائنات میں مختلف قوتوں کے منبع کے مطالعہ کے سلسلہ میں نوبل پرائز حاصل کیا۔ اس عظیم............سائنسدان کی نمایاں اہمیت صرف یہی نہیں کہ انہوں نے نوبل انعام جیتایا کہ انہوں نے "Standard Model of Energy Equation" کو وضع کیا بلکہ جیسا کہ ہارورڈ یونیورسٹی کے ایرانی پروفیسر کامران وفا نے ایک دفعہ کہا تھا ''عبدالسلام کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ انہوں نے تیسری دنیا کے ممالک میں سائنسی عمل کو مزید فروغ دیا۔'' اس موقع پر ہمیں حضرت مظہر جانِ جاناں کا یہ دردانگیز شعر یاد آ رہا ہے۔

بلوحِ تربتِ من از غیب یافتند تحریرے که ایں مقتول را بجز بے گناہی نیست تقصیرے

(یعنی میری لوحِ مزار پر غیب سے یہ تحریر نمودار ہوئی کہ اس مقتول کی اس کے سوا کوئی خطا نہیں کہ وہ بے گناہ ہے)

مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیرانتظام سپورٹس ریلی ۲۰۰۴ء

مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیراہتمام سپورٹس ریلی ۱۹۹۹ء سے منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں بیڈمنٹن ٹیبل ٹینس، والی بال، رسہ کشی اور کلائی پکڑنے کے مقابلہ جات ہوتے چلے آئے ہیں۔ امسال صدر صاحب محترم کی ہدایت پر پیدل چلنے، پروگرام سیر اور بعد از سیر مقابلہ مشاہدات سیر اور سائیکل ریس کے مقابلہ جات بھی شامل کئے جا رہے ہیں۔ پہلی سپورٹس ریلی میں ۱۳ اضلاع کے ۴۰ انصار نے بیڈمنٹن میں حصہ لیا تھا۔ اب بفضل تعالیٰ Events کے اضافہ کے ساتھ ساتھ انصار کی تعداد میں بھی حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے۔ گزشتہ سال ریلی میں ۲۲۵ انصار نے حصہ لیا۔ اب چھٹی سپورٹس ریلی مورخہ ۳۰ تا ۲۲ فروری ۲۰۰۴ء ربوہ میں منعقد ہوگی۔ جس میں مندرجہ بالا کھیلوں کے مقابلہ جات شامل کئے جا رہے ہیں۔ جملہ ناظمین، زعمائے اعلیٰ اور انصار اراکین سے درخواست ہے کہ وہ اس ریلی کو کامیاب بنانے کی بھرپور کوشش کریں۔

عبدالجلیل صادق۔ قائد ذہانت وصحت جسمانی

مجلس انصاراللہ سانگلہ ہل کی پکنک کا پروگرام اور اس کی رپورٹ

مورخہ ۱۸ دسمبر ۲۰۰۳ء کو مجلس انصاراللہ سانگلہ ہل کے زیراہتمام ایک پکنک کا پروگرام بنایا گیا یہ پروگرام قریبی نہر رکھ برانچ پر تھا۔ اس پروگرام میں انصار کے علاوہ دیگر احباب اور عہدیداران نے بھی شرکت کی۔

پکنک کے موقعہ پر ایک تربیتی اجلاس کا اہتمام بھی کیا گیا۔ یہ اجلاس ساڑھے نو بجے صبح شروع ہوا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم سید سعادت احمد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ مکرم عبدالمجید صاحب بھٹی نگران حلقہ، خاکسار نے مختلف تربیتی اور موضوعات پر تقاریر کیں اور بتایا گیا کہ اطاعت نظام بڑی برکت ہے۔

اس موقع پر ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے جن میں دوڑ ۱۰۰ میٹر، سائیکل ریس سلو (Slow) سائیکل کے مقابلے ہوئے۔

اس موقع پر فی البدیہہ تقاریر اور بیت بازی کا مقابلہ بھی ہوا۔ ان مقابلہ جات میں سب انصار نے بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیا۔

پروگرام کے آخر میں مکرم عبدالمجید صاحب بھٹی نگران حلقہ نے جسمانی صحت اور اس کی نشوونما پر خطاب کیا آخر میں خاکسار نے جملہ شرکاء وحاضرین کا شکریہ ادا کیا اور مکرم چوہدری ریاض اور چٹھہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کی اختتامی دعا سے پروگرام بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔ اس دلچسپ تفریحی پروگرام میں انصار سمیت کل ۱۵ احباب نے شرکت کی۔ گردونواح کی جماعتوں کے صدر صاحبان اور قائدین خدام الاحمدیہ بھی شامل ہوئے۔ (رپورٹ: عبدالغفور زعیم انصاراللہ سانگلہ ہل)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کی سالانہ چیرٹی واک (Charity Walk)

انسانی بہبود اور ہمدردی کیلئے رابطہ کا پروگرام

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام سالانہ چیرٹی واک (Charity Walk) مورخہ ۱۶ جون ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوئی۔ یادرہے کہ یہ واک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۵ء میں شروع کروائی تھی۔ امسال خداتعالیٰ کے فضل سے واک میں حصہ لینے والوں کی تعداد ۶۸۰ تھی جب کہ گذشتہ سال کے ۲۳۰۰۰ پونڈز کے بالمقابل امسال ۳۵۰۰۰ پونڈز کے فنڈز اکھٹے کئے گئے۔

واک (Walk) کا آغاز مرٹن کالج (Merton College) سے صبح پونے گیارہ بجے دعا کے ساتھ ہوا۔ اس موقعہ پر مقامی میئر (Mair) بھی موجود تھے۔ واک (Walk) ۱۲ میل طویل تھی۔ شرکاء کے لئے دوران واک مشروبات کا انتظام تھا۔ واک کا اختتام ایک بجے دوپہر بیت الفتوح پہنچنے پر ہوا۔ جہاں نمازیں ادا کی گئیں۔ جو رقم اکٹھی کی گئی تھی اس کے چیک مختلف تنظیموں میں تقسیم کرنے کیلئے تقریب سوا تین بجے زیر صدارت امیر صاحب یوکے منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم صدر صاحب انصاراللہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اس نوعیت کے پروگراموں کے فوائد کا ذکر کیا۔ اس موقع برلندن کے میئر اور ممبر پارلیمنٹ مسٹر ٹونی کول مین Tony Coleman، MP Roger Kasaly اور MP Siemon Huges Deputy Leader Liberal Party بھی شامل ہوئے۔ مکرم صدر صاحب انصاراللہ نے مہمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ان پروگراموں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ان سے نسلی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح لندن میں نیوکلر فری زون ہیں اس طرح ہم کوشش کریں گے کہ Borough کے اس علاقے کو تعصب سے پاک علاقہ بنا دیا جائے۔ میئر نے اس پر شکریہ کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی مساعی کا اعتراف کیا۔ بعد ازاں مختلف تنظیموں کے نمائندگان کو دعوت دی گئی کہ وہ آکر تین تین ہزار پونڈز کے چیک وصول کریں۔ یہ چیک مکرم امیر صاحب نے نمائندگان کو دیئے۔ نمائندگان نے شکریہ کا اظہار کیا۔

ممبر آف پارلیمنٹ مسٹر ٹونی کولمین (Tony Coleman) نے بھی شکریہ ادا کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی حسین یاد کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ انہیں باپ کی طرح سمجھتے ہیں۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب کے اختتامی خطاب اور دعا کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔		(ترجمہ و تلخیص: محمود احمد اشرف صاحب۔ نائب مدیر)

اشاریہ ماہنامہ انصاراللہ جلد ۲۰۰۳ء

مرتبہ: احمد طاہر مرزا بد صاحب

(الف)

اداریہ جات

انصاراللہ

(د۔ ر)

دعا

رمضان المبارک

(س)

سیرت وسوانح، شخصیات

(ط۔ع)

طب وصحت

عید

(ق)

قرآن کریم

(ک)

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کتب خانے

(م)

معلمین کرام

مقامات

منظومات

(ن)

نومبائعین

(و)

وصیت

وفات یافتگان/قرارداد تعزیت

(ہ)

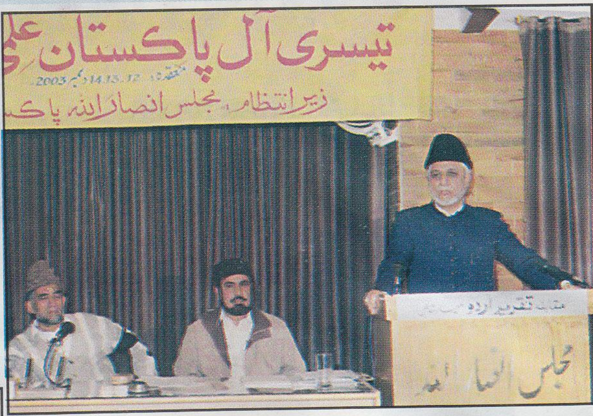
ہمسائیوں کے حقوق

مکرم چوہدری عبدالرحمٰن سیفی صاحب ناظم انصاراللہ ضلع فیصل آباد کی وفات

فیصل آباد کے مخلص خادم [illegible] عبدالرحمٰن سیفی صاحب ناظم انصاراللہ ضلع فیصل آباد مورخہ ۱۲ جنوری ۲۰۰۴ء کو بعمر ۶۵ سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے آپ ۱۹۹۰ء سے ناظم انصاراللہ کے طور پر خدماتِ سرانجام دے رہے تھے۔ آپ نے بعد وفات اپنی آنکھوں کا عطیہ دینے کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ آپ کی تدفین سے قبل آپ کی آنکھوں کا عطیہ حاصل کیا گیا۔ فیصل آباد میں یہ پہلے احمدی ہیں جنہیں یہ عطیہ دینے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے حیاتِ آخرت میں اپنے نورِ محبت سے نوازے۔

ادارہ ماہنامہ انصاراللہ آپ کے اہل وعیال سے تعزیت اور صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام سے نوازے۔ آمین (ادارہ)

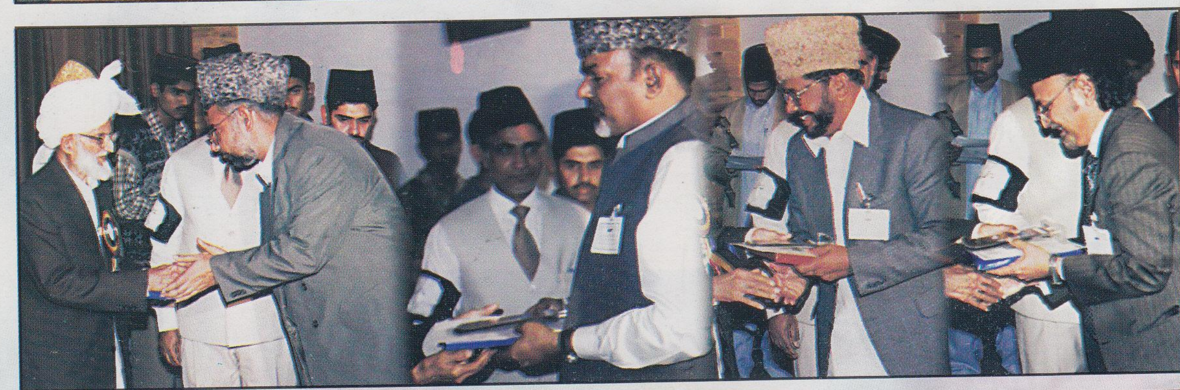
مجلس انصار اللہ پاکستان کی تیسری سالانہ علمی ریلی ۲۰۰۳ء

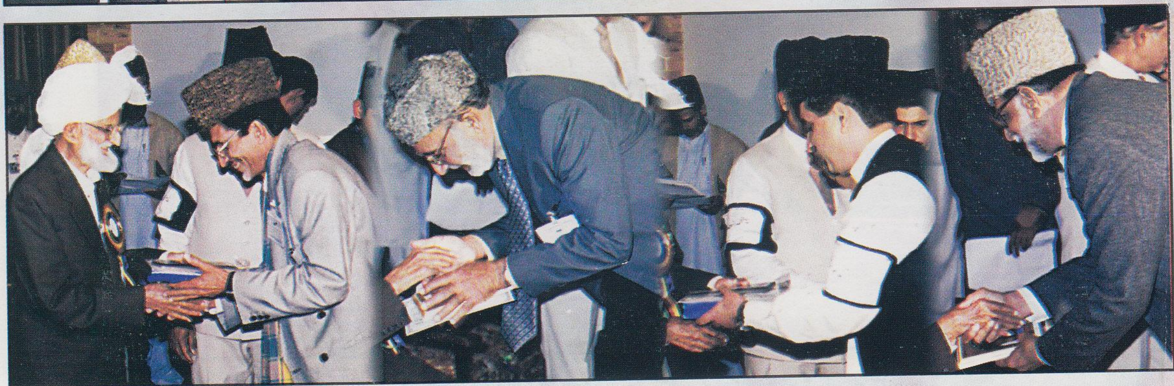


مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن بطور منصف اعلیٰ
تقریری مقابلہ معیار خاص میں خطاب فرمارہے ہیں



منصفین کرام مقابلہ تلاوت





سالانہ علمی ریلی میں انعام پانے والے چند انصار

Monthly

ANSARULLAH

January 2004

Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL-34/CR-03



حضرت مرزا عبدالحق صاحب (مہمان خصوصی) صدر مجلس انصار اللہ پاکستان اور قائد تعلیم کے ہمراہ اختتامی تقریب کے لئے تشریف لا رہے ہیں



اختتامی تقریب میں حضرت مرزا عبدالحق صاحب امیر ضلع سرگودھا صدارت فرما رہے ہیں